در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۸۶-۱۸۷ جلد نمبر ۱۶

۱۶ جولائی تا ۱۵ اگست سنہ ۲۰۰۰ء بمطابق جمادی الاول ۱۴۲۱ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرا کے کوہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ "جہان رضا"	۲
۲	نعت شریف	سید خضر حسین شاہ	۱۱
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۱۲
۴	شہہ لولاک ﷺ	الحاج صوفی مشتاق احمد	۱۵
۵	منقبت	سید معین الدین مشتاق رحمۃ اللہ علیہ	۲۳
۶	سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	غلام سرور رانا	۲۴
۷	غزل	لیث قریشی	۴۷
۸	استفتاء (قضاء عمری کی شرعی حیثیت)	مفتی خلیل الرحمٰن قادری	۴۸

شذرہ

پاکستان میں فوجی حکومت کے دوران دینی جماعتوں کا حشر

پاکستان میں فوجی حکومت کے اقتدار کے بعد ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتیں اپنے عبرتناک انجام کا سامنا کر رہی ہیں۔ پیپلز پارٹی کئی سالوں تک اقتدار کی کرسی پر براجمان رہی۔ مسلم لیگ کے زمانہ اقتدار کے دوران اور بعد اپنی بھرپور عوامی نمائندگی کے دعووں کے باوجود احتسابی عمل کی زد میں آگئی اس کے صف اول کے رہنما قید وبند میں چلے گئے اور ان کے حاشیہ نشین بھی ملک بدر ہو گئے یا انہیں احتسابی عدالتوں نے بے جان کر دیا۔

ہیوی مینڈیٹ کی دعویدار "مسلم لیگ" ایک عرصہ تک ملک کی سیاہ و سفید کی مالک ہونے کے بعد احتساب کے شکنجے میں کسی ہوئی ہے، اس کے چوٹی کے رہنما پس دیوار زنداں ہیں، مختلف عدالتوں کا سامنا کر رہے ہیں، کچھ رہنما جو احتساب اور جوابدہی کے عذاب سے بچ گئے ہیں وہ باہمی انتشار و افتراق کی مصیبت میں گرفتار ہیں، اس طرح ملک کی دونوں طاقتور سیاسی جماعتیں جنہیں ملک کا اقتدار ورثہ میں ملا تھا، اپنے زخم چاٹ رہی ہیں۔

انہی اقتدار پسند جماعتوں کے زیر سایہ لسانی اور علاقائی بنیادوں پر ابھرنے والی جماعتیں بھی ان دنوں "منقار زیر پر" ہیں۔ کسی زمانے میں ایم کیو ایم اپنی قوت کا لوہا منوایا کرتی تھی، اس کی سرکشی اور قوت کا یہ عالم تھا کہ اس کے سامنے حکمران جماعتیں بھی بے بس تھیں۔ بے نظیر حکومت نے ان پر ایک فوجی جرنیل کو مسلط کر کے بڑا دبایا مگر وہ اتنی جاندار قوت تھی کہ ان کے رہنما ملک سے دور بیٹھے ہوئے بھی اقتدار کی کرسیوں کو ہلاتے رہتے تھے۔ نواز شریف کی مسلم لیگی حکومت نے اس لسانی قوت کو بے پناہ روپیہ (خراج قوت) دے کر رام کرنے کی کوشش کی مگر وہ روپیہ پیسہ کھانے کے باوجود غراتی رہی بلکہ اربوں روپے کے "مال غنیمت" کو اپنا حق جان کر سرنگوں نہ ہوئی اور کسی نہ کسی طرح اقتدار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی باتیں منواتی رہی۔

سرحد کی علاقائی جماعت اقتدار کی حلیف بن کر انعام و اکرام سے بہرہ ور ہوتی رہی مگر آج یہ جماعت بھی شکست و ریخت کا شکار ہے اور اس کے چوٹی کے رہنما ایک دوسرے سے روٹھی روٹھی

باتیں کر رہے ہیں اور نئے نئے ناموں سے جماعتوں کو تشکیل دے رہے ہیں۔

فوجی حکومت آنے کے بعد یہ ساری سیاسی جماعتیں اور سیاسی قوتیں بے بس اور خاموش نظر آتی ہیں حالانکہ ساری سیاسی جماعتوں کی پکڑ دھکڑ نہیں ہوئی بس یونہی بے جان ہو کر رہ گئی ہیں مگر ان کے ساتھ ساتھ پاکستان کی مذہبی اور دینی جماعتوں کا جو حشر ہوا ہے وہ افسوسناک ہے، آج ہم انہی دینی جماعتوں پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔

جماعت اسلامی اپنی تنظیمی اور مالی صلاحیتوں کی وجہ سے سابقہ اقتداری قوتوں کو للکارتی رہی ہے۔ اس کے امیر اعلیٰ قاضی حسین احمد صاحب ہمیشہ اقتدار کی کرسیوں کو ہلاتے رہے ہیں۔ ہر علاقہ اور ہر شہر میں بڑے بڑے اجتماعات میں کھڑے ہو کر اقتدار کو چیلنج کرتے رہے ہیں۔ اگرچہ وہ کسی لوٹ کھسوٹ میں ملوث نہیں ہوئے مگر وہ بھی فوجی حکومت کے آنے کے بعد بے جان سے ہو کر 'یوسف بے کارواں" کی طرح مغربی ممالک میں "بیاناتی دورہ" کر رہے ہیں۔ دیوبندی مکتب فکر کی مذہبی جماعتیں کبھی سمیع الحق گروپ، کبھی درخواستی گروپ اور کبھی فضل الرحمٰن گروپ کے ناموں سے سامنے آیا کرتی تھیں اور اپنا تعارف س، ف ،د کے ناموں سے کرایا کرتی تھیں۔ آج یہ دینی جماعتیں کہیں نظر نہیں آتیں۔ مولوی فضل الرحمٰن افغانستان کے طالبان کے "رشتہ دار" ہونے کی وجہ سے زندہ ہیں اور جناب مشرف صاحب سے ایک بار شرف ملاقات پاکر اپنے آپ کو دنیائے سیاست میں زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ ہمارا ایک اور دینی گروپ پروفیسر طاہر القادری کی قیادت میں مخالف سیاسی جھمگٹوں میں نسیم بہاری بن کر سامنے آتا رہا ہے مگر اب نہ ان کی حلیف جماعتوں میں زندگی رہی، نہ ان کی مخالف قوتوں میں توانائی رہی۔ اب فوجی اقتدار سے وزارت وامارت کی اچھی اچھی خوابیں سنا کر خوش ہو لیتے ہیں۔ کبھی سپاہ صحابہ کے "خوں خوار مجاہد" اور فقہ جعفریہ کے "نقاب پوش" چیدہ چیدہ دیوبندیوں اور شیعوں کو موت کی وادیوں میں دھکیلنے کا مشغلہ فرمایا کرتے تھے، اب یہ لوگ بھی خدا معلوم کہاں چلے گئے؟

پاکستان کے ان دینی اور سیاسی حلقوں کے علاوہ پاکستان کی سنیوں کی اکثریت "جمعیت العلماء پاکستان" کے جھنڈے کے نیچے نظام مصطفیٰ کا نعرہ لگایا کرتی تھی۔ یہ جماعت بھی ایک عرصے سے انتشار وافتراق کا شکار ہو کر کئی ٹکڑوں میں بٹتی گئی ہے۔ کبھی "جماعت اہل سنت" کبھی "عالمی تنظیم

جماعت اہل سنت" کبھی جمعیت العلماء پاکستان نورانی'' کبھی جمعیت العلماء پاکستان نیازی" کبھی "جمعیت العلماء پاکستان فضل کریم" کے خوبصورت ناموں سے آسمان سیاست پر "روشن ستارے" بن کر چمکا کرتی تھیں۔ ان دنوں یہ سارے روشن ستارے فوجی بدلیوں کی اوٹ میں ہیں۔ "جمعیت العلماء پاکستان نیازی" کے دیرینہ رفقاء اپنے قائد کو پس پشت ڈال کر "نفاذ شریعت گروپ" کے نام سے گلشن سیاست میں نوانجی کر رہے ہیں۔ قائد اہل سنت شاہ احمد نورانی کے نام لیوا اپنی سست روی کی وجہ سے اپنے قائد سے محروم ہو گئے ہیں، یہ تمام لوگ اپنی موت خود ہی مر رہے ہیں۔ انہیں نہ پکڑنے کی ضرورت، نہ احتسابی عدلت میں لانے کی ضرورت اور نہ قید و بند کی دھمکی دینے کی ضرورت ہے۔ یہ انتشار زدہ لوگ جب کبھی کسی فوجی کپتان یا میجر سے ملاقات کر آتے ہیں تو محسوس کرنے لگتے ہیں کہ عنقریب ہمیں پرویز مشرف ملاقات کے لئے بلائیں گے۔

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے!

پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جہاں "نظام مصطفیٰ" کا علم بلند ہونا تھا مگر سیاست دانوں اور فوجی حکمرانوں نے اسے ایسا کھدیڑا کہ ہر طرف ملحد، بے دین اور زر پرست دندناتے پھرتے ہیں اور جن لوگوں نے دین کی خاطر جانیں دی تھیں اور اسلام اپنی کی خاطر قربانیاں دی تھیں وہ دم بخود ہو کر سہم کر بیٹھ گئے ہیں۔

گرفتہ چینیاں احرام و مکی خفتہ در بطحا

ہم ان حالات میں کوئی عملی اقدام اٹھانے کا مشورہ نہیں دے سکتے مگر ہم اپنی دلی خواہش کا اظہار کر سکتے ہیں۔ ملکی حالات خواہ کچھ بھی ہوں مگر ہمارا دل چاہتا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری صاحب اپنی قوت بیانیہ کی توانیاں لے کر "منہاج القرآن" سے نکلیں اور اپنی سابقہ جامع مسجد اتفاق کے خطیب سید ریاض حسین کا ہاتھ پکڑ کر انہیں محراب مسجد سے اٹھائیں، جماعت اہل سنت کی ساری کانفرنسوں کے ایوارڈ اور اعزازات کے ساتھ کرشن نگر لاہور کی اولیس قرنی روڈ پر ایک بیمار سنی رہنما مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب کو حجرے سے اٹھائیں اور ان کو ساتھ لے کر ان کے آسمان محبت کے ٹوٹے ہوئے ستارے صاحبزادہ فضل کریم صاحب کا ہاتھ تھام کر حزب الاحناف کے دینی مرکز میں جا کر نیازی صاحب کے ایک دست پروردہ سیاست کار الجنجیر سلیم اللہ خان صاحب کو تنگ و تاریک

کرے سے باہر نکالیں اور اللہ رسول کی خوشنودی کے لئے چھاؤنی کے ایک بنگلہ سے جنرل کے ایم اظہر صاحب کو ساتھ لیں اور کراچی پہنچیں اور قائد اہل سنت شاہ احمد نورانی کے گھر چھاپہ مار کر انہیں حیرت زدہ کر دیں، انہیں اپنے جلو میں لے کر میدان سیاست میں کود پڑیں۔ پھر دیکھیں فوجی قیادت، سیاسی چالباز اور مخالف جماعتیں، پس اندیش مشیر اور بد عقیدہ لوگ ان کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم بر ملا کہیں گے

آفتاب　تازہ　پیدا　بطن　گیتی　سے　ہوا

کون تاریک رستوں میں مارے گئے؟

ایک سیاسی دانشور نے پاکستان میں اقتداری قوتوں کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان کی سرزمین سیاست دانوں اور فوجی حکمرانوں کی بازی گاہ (سٹیڈیم) ہے جو باری باری آتے ہیں اور اپنا کھیل کھیل کر چلے جاتے ہیں۔ سیاست دان آتے ہیں تو ڈھول ڈھمکے سے آتے ہیں، کروفر سے آتے ہیں، جلسے کرتے ہوئے آتے ہیں، جلوس نکالتے ہوئے آتے ہیں، نعرے مارتے ہوئے آتے ہیں، ڈھول پیٹے ہوئے آتے ہیں، وعدے کرتے ہوئے آتے ہیں۔ کچھ "عوامی ووٹوں" سے آتے ہیں کچھ "ہیوی مینڈیٹ" لے کر آتے ہیں۔ کرسی اقتدار حاصل کرنے کے بعد ان کے ایوان سجتے ہیں، منصب تقسیم ہوتے ہیں، وفاداروں اور خدمت گزاروں کو نوازا جاتا ہے، پھر ملکی وسائل اور بیرونی انعامات کی تقسیم شروع ہوتی ہے۔ "حصہ بقدر جثہ" تقسیم ہوتا ہے اور پاکستان کے چودہ کروڑ عوام منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ لوگ سسکتے رہ جاتے ہیں اور ان سیاست دانوں کے پیدا کردہ مسائل کے اندھیروں میں ہاتھ اٹھا اٹھا کر نجات کی دعائیں مانگنے لگتے ہیں۔

جب ان بر خود غلط رہنماؤں پر اللہ کی گرفت آتی ہے تو بارڈروں کے پہرہ دار اور ملٹری بارکوں کے وردی پوش خاموشی کے ساتھ آدھی رات کے وقت اور سحری ختم ہونے سے پہلے پہلے تمام ارباب اقتدار کو گرفتار کر کے اندھیرے کنوئیں میں پھینک دیتے ہیں۔ سرکاری تنصیبات کے سامنے ملٹری کے چاق وچوبند دستے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صبح کے اخبارات کی سرخیوں کے چھپنے سے پہلے پہلے ایک جرنیل چودہ کروڑ عوام کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہوئے ٹی وی اور ریڈیو پر اعلان کرتا ہے کہ

ملک کو بچالیا گیا ہے، لٹیروں کو پکڑ لیا گیا ہے، ٹھگوں اور چوروں کو جکڑ لیا گیا ہے، لوگو! خوش ہو جاؤ، ملک بچ گیا، خوشیاں مناؤ ظالموں سے نجات مل گئی ہے، لوگو! شکر ادا کرو ملک دیوالیہ ہونے سے بچ گیا، سجدے میں گر جاؤ ملک گروی ہونے سے محفوظ ہو گیا۔

لوگ واقعی خوش ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمارا پاکستان بچ گیا ہے، لوگ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں کہ لٹیروں کو پکڑ لیا گیا ہے، رات کے اندھیروں میں آنے والے یہ "نجات دہندہ" چند دنوں بعد تیرہ تیرہ چودہ چودہ نکاتی اصلاحات کا اعلان کرتے ہیں، عوام خوش ہو جاتے ہیں، ان کی امیدیں بیدار ہونے لگتی ہیں، ان کی آرزوئیں بار آور ہوتی دکھائی دیتی ہے، ان کے دلوں میں بہار آجاتی ہے، وہ سابقہ حکمرانوں پر لعنت بھیج کر خوش خوش دکھائی دیتے ہیں، اب ملٹری عدالتیں لگتی ہیں، کل کے حکمران پابہ زنجیر آتے ہیں، عدالتیں کئی کئی مہینے تاریخیں دیتی جاتی ہیں، احتساب بورڈ بنتے ہیں، بڑے بڑے ایماندر ججوں کا تقرر عمل میں آتا ہے، کروڑوں روپے کے قانونی مشیر درآمد کئے جاتے ہیں اور احتساب پر اتنا خرچ کر دیا جاتا ہے۔ جس کا آدھا روپیہ بھی لٹیروں سے بر آمد نہیں ہو پاتا۔

ادھر عوام اندھیروں کی وادیوں میں صبح نو کی آمد پر آنکھیں جمائے بیٹھے رہتے ہیں۔ احتساب اور انصاف کے سورج کی کرنوں کو دیکھنے کے لئے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے جاتے ہیں مگر ان کی یہ راتیں شب فراق کی طرح لمبی ہوتی جاتی ہیں، ان کی تمنائیں وعدہ معشوق کی نذر ہونے لگتی ہیں، آہستہ آہستہ ان کی آروزوئیں دم توڑنے لگتی ہیں

تڑپ تڑپ کے گزاری ہے ہم نے ساری رات وہ کہہ گئے تھے کہ آئیں گے ہم چراغ جلے

ملٹری والوں کے اصلاحاتی نکات ایک ایک کر کے اخباری صفحات، ٹی وی کی سکرین اور ریڈیو کی لہروں میں گم ہونے لگتے ہیں، اب عوام زیادہ پسنے لگتے ہیں، کراہنے لگتے ہیں، چیخنے لگتے ہیں، اور چلانے لگتے ہیں۔ ادھر خزانے خالی ہونے کی باتیں، ادھر ادارے تباہ ہونے کے فلسفے، قبضہ گروپوں کی بالادستیوں کے افسانے، پھر باہر سے قرضے نہ ملنے کی داستانیں سامنے آنے لگتی ہیں۔ اقتدار پر براجمان اپنے گھر خوش، اقتدار سے محروم جیل کی بیرکوں میں پس دیوار زنداں اور چودہ کروڑ عوام مصائب کے اندھیروں میں دم بخود

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہے کسی کی شب ہجر روتے کٹ ہے

ہماری بھی شب کیسی شب ہے الٰہی نہ روئے کٹے ہے نہ سوتے کٹے ہے

پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کی شب ہجر نہ روتے کٹے ہے نہ سوتے کٹے ہے۔

پاکستان کے سیاسی رہنما ڈھول بجاتے آتے ہیں مگر پابہ زنجیر رخصت ہوتے ہیں، پاکستان کے فوجی حکمران رات کے اندھیروں میں خاموشی سے آتے ہیں اور پھر ناکامیوں کے تمغے لے کر خاموشی سے واپس چلے جاتے ہیں، ان آنے والوں اور جانے والوں کے نام صفحۂ تاریخ سے ایسے مٹ جاتے ہیں جیسے کوئی جانتا نہ ہو اور لوگ کہتے ہیں "بے چاروں" کو کچھ نہ کہو مقدس لوگ ہیں، آئے اور چلے گئے۔

اس بار بھی پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کے ساتھ ایسا ہی ہوا جیسے مختلف ادوار میں ہوتا آیا ہے۔ مسلم لیگ کی ہیوی مینڈیٹ والی حکومت نے جو اودھم مچایا ہوا تھا اس سے لوگ کراہ رہے تھے جو لوٹ مار ہو رہی تھی اس کے مناظر لوگ روز روشن میں اپنی آنکھوں دیکھ رہے تھے۔ امن و امان کی جو صورتحال تھی وہ کسی شہادت کی محتاج نہیں۔ ایسے ایسے نامور اور شریف لوگ اندھیری راہوں میں قتل ہوئے کہ آج تک ان کی گور غریباں کی طرف کوئی دیکھنے والا نہیں مگر اس اندھیرے کے بعد جو "عسکری اجالا" آیا ہے وہ اپنی سست روی اور ناکامیوں کی وجہ سے سابقہ حکومت کا نام روشن کرنے کے لئے کافی ہے---ماشاء اللہ--- ہر روز تیرہ نکات کے اجالے پھیل رہے ہیں، ایک سال گزرنے والا ہے مگر چودہ کروڑ عوام کی بدحالی، پریشان حالی، بے سروسامانی اور مصائب دیدنی ہیں، لوٹنے والے مغربی ممالک میں پناہ گیر بنے ہوئے ہیں جو ملک میں ہیں وہ ایک ایک کر کے مک مکا کر کے یا منہ دھو کر گھر آرہے ہیں، احتساب کی عدالتیں سست پڑتی جارہی ہیں۔ احتساب کے چیف سابقہ چیفوں کی طرح اپنی ناکامی کا کئی بار اعتراف کر چکے ہیں۔ اب ان "بزرگوں" کو کون سمجھائے کہ آپ تو لٹی ہوئی قوم کو پاؤں پر کھڑے کرنے تشریف لائے تھے، انہیں کون کہے کہ تباہ حال قوم کے لئے بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں، ان کو کون سمجھائے قوم کی حالت سنوارنے والے رات جاگتے ہیں، دن کو کام کرتے ہیں، ان کو کون سمجھائے کہ آٹھ آٹھ کنال کی کوٹھیوں میں رہائش رکھنے والے کرنل اور جنرل سیاست دانوں، کارخانے داروں، دکانداروں اور ٹیکس نہ دینے والوں کو کس منہ سے پکڑیں گے۔

• سابقہ حکمرانوں (خواہ سیاسی ہو یا فوجی) نے اس ملک کی بنیادوں کو جو نقصان پہنچایا ہے اور ایک اسلامی اور نظریاتی مملکت کو جس بدنیتی اور سرکشی سے تباہ کیا ہے وہ کسی تفصیل کی محتاج نہیں۔ پھر ان

لوگوں نے اسلام کے نام اور اسلام کے قوانین سے جو مذاق کیا ہے وہ کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ آج جن لوگوں کو ملک کو سنوارنے، غربت کو دور کرنے اور تباہ شدہ اداروں کو باوقار بنانے کا دعوٰی ہے وہ "بے چارے" تو خود بھی حالات کے سامنے فریاد کناں ہیں کہ

ہم تو تاریک راہوں میں مارے گئے

یہ لوگ اپنا عسکری یا قانونی تین سالہ زمانہ اقتدار گزار کر خاموشی سے چلے جائیں گے مگر ہم کس سے فریاد کریں اور کس کو کہیں گے کہ

ہم بھی تاریک راہوں میں مارے گئے

ملک کی اقتداری اور معاشی حالت دنیا کے سامنے ہے، ہم اس ملک میں جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا جسے حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں نے دس لاکھ جانوں کی قربانی دی تھی، صدیوں کی آباد وطن کو خیرباد کہا تھا، ان کی روحیں چیخ چیخ کر حکمرانوں کے گریبانوں کو پکڑ کر جھنجوڑ رہی ہیں اور تو اور تھے سابقہ تو سابقہ تھے اب اس ملک کو کس انداز سے روندا جارہا ہے، اب ان چودہ کروڑ انسانوں کے مذہب اور دین کا کیوں استحصال کیا جارہا ہے؟ سابقہ چور تھے، لٹیرے تھے، نادہندہ تھے، ملکی وسائل پر قابض تھے مگر موجودہ میں تو یہ حرکتیں نہیں پائی جاتیں۔ اب تو اسلام اور مسلمانوں کی خواہشات کا احترام ہونا چاہئے۔ اس ملک پاکستان کی مقدس وردیاں پہن کر جس ناکامی میں پھنس گئے ہیں اس سے نجات کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ دامن مصطفیٰ تھام کر "نظام مصطفیٰ" نافذ کیا جائے۔ تم لوگ فوجی ہو، مجاہد ہو، بہادر ہو اور امریکہ سے نہ ڈرو، خدا سے ڈرو، بے دینوں سے نہ ڈرو رسول خدا ﷺ سے ڈرو، ہندوستان سے نہ ڈرو، اپنے عوام سے ڈرو، دنیا سے نہ ڈرو اپنے حشر سے ڈرو

ڈرو خدا سے ڈرو، خوف کبریا سے ڈرو نبی کے غصے میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈرو

پچھلے دنوں علماء اہل سنت نے ناموس مصطفیٰ کو پامال کرنے والوں کے خلاف ایک تحریک چلائی تھی۔ چیف ایگزیکٹو پاکستان پرویز مشرف صاحب نے نہایت سعادت مندی سے علماء اہل سنت کی بات مان لی، اس مان لینے سے ان کا وقار بڑھا، ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات مان لینے پر آپ کا نقصان ہوا؟ ہر پاکستانی نے تعریف کی، ہر پاکستانی نے مبارک دی، اسی طرح اگر آپ نظام مصطفیٰ کی طرف قدم بڑھاتے ہیں تو کوئی کلنٹن، کوئی باجپائی، کوئی روسی، کوئی یہودی اور کوئی انگریز آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے

گا، آپ سر بلند ہوں گے۔ آپ کا نام تاریخی صفحات پر سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔

ہمارے کئی علماء کرام اور مشائخ عظام اور دینی رہنما سابق وزیر اعظم محمد نواز شریف کے مصاحبین میں سے تھے، ان کے بڑے قریب تھے، وہ کبھی کبھی وزیر اعظم کی محفل میں بیٹھے بیٹھے وزیر اعظم کو کہا کرتے تھے حضور! یہ سودی نظام بند کرا دیں یہ کام خدا کے ساتھ جنگ کرنا ہے، وہ اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا کرتے سپریم کورٹ میں فائل پڑی ہے۔ کئی علماء کرام کہتے ملک میں اسلامی دفعات کا نفاذ کرتے جائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے گا۔ وہ سر پر ہاتھ پھیر کر کہتے فکر نہ کرو ابھی بڑا وقت پڑا ہے، کئی علماء کرام کہتے کہ آپ نے مشاہد حسین کو کھلا چھوڑ رکھا ہے وہ رات بھر اپنے ٹی وی پر نیم عریاں لڑکیوں کو نچاتا رہتا ہے، اسے روکیں۔ کئی دوسرے علماء نے کہا آج کا ٹی وی تو جوان نسل کو معاشقہ کرنے کی ٹریننگ کا انسٹیٹیوٹ بن گیا ہے، اس کا رخ بدلیں۔ وہ سر پر ہاتھ پھیر کر کہتے ہیں اچھا بدلیں گے، کئی علماء کرام کہتے میاں صاحب! یہ شراب کے پرمٹ اور ہیرا منڈیوں کے لائسنس جاری کرنا بند کر دیں، وہ سر پر ہاتھ پھیر کر کہتے مولانا میں تو نہ پرمٹ لیتا ہوں نہ ہیرا منڈی جاتا ہوں، پھر وہ مولویوں سے تنگ آکر اٹھتے اور علماء و مشائخ کو ساتھ لے کر کہتے "آؤ مل کر باجماعت نماز ادا کریں" میاں نواز شریف سر پر ہاتھ پھیرتے جاتے، ہاں ہاں کرتے جاتے، نماز باجماعت پڑھتے جاتے مگر پرنالہ جوں کا توں رہتا۔ ایک وقت آیا کہ کسی کو پتا ہی نہ چلا کہ وہ کس کال کوٹھری میں سر پر ہاتھ پھیر رہے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں

مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

آج وہ عبرت کا نشان ہیں، آج وہ الزامات، بدنامیوں اور ناکامیوں کی داستان ہیں، آج وہ حسرتوں اور آہوں کا آشیاں ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار

ہم نے میاں نواز شریف کے سر پر ہاتھ پھیرنے اور اچھا اچھا کہنے کی بات یونہی نہیں کی ہم جو بات کرتے ہیں وہ اپنی جگہ مگر اس کے راوی ثقہ ہیں اگر کسی کو شک و شبہ ہو تو وہ مجاہد اہلسنت مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب سے پوچھے، حضرت پیر کرم شاہ ازہری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندان نامور سے پوچھے، مولانا محمد حسین نعیمی کی روح اور ان کے بیٹوں سے پوچھے، مولانا الشاہ احمد صاحب نورانی سے پوچھے، جنرل کے ایم اظہر صاحب سے پوچھے دیوبندیوں کے سربراہوں سے

پوچھے۔ اگر ان بڑے لوگوں سے پوچھنے سے کوئی شرماتا ہو تو ہمارے عزیز دوست پیر اعجاز احمد صاحب ہاشمی سے پوچھے، پیر بنیامین صاحب رضوی سے پوچھے، صاحبزادہ امین الحسنات صاحب ازہری بھیروی سے پوچھے، جامعہ اشرفیہ کے سربراہ مولانا عبدالرحمٰن سے پوچھے، تبلیغی جماعت کے امیر سے پوچھے، اگر یہ لوگ بھی پاس نہ پھٹکنے دیں تو ہمارے عزیز دوست نعت خوان رسول ﷺ بشیر حسین صاحب ناظم ایم اے سے پوچھے۔ وہ بتائیں گے کہ میاں محمد نواز شریف کتنے اچھے آدمی تھے، کتنے نیک آدمی تھے، سر پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے اور اسلامی اقدار کے نفاذ کے وعدہ کرتے جاتے تھے

اڑا لے گئی باد پندار جس کو

میاں محمد نواز شریف تو طویل اور جمہوری اقتدار لے کر آئے تھے اور کرسی اقتدار پر دیر تک رہے۔ مشرف صاحب تو صرف تین سال کی مہلت لے کر آئے ہیں جن کا ایک سال تو مانیٹرنگ میں ہی گزر گیا اور اب ان کا زمانہ اقتدار تو ---- دو آرزو میں کٹ گئیں اک انتظار میں -- کی طرح کٹتا جا رہا ہے۔

اگر پرویز مشرف صاحب اللہ اور رسول ﷺ کی رضا کے لئے کوئی کام کر گئے تو شاید ان کا نام زندہ رہے ورنہ وہ بھی پاکستان کی تاریخ میں آنے اور جانے والوں میں شمار ہوں گے۔

ہماری دلی خواہش ہے کہ اس ملک کو جس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا اس کی طرف قدم اٹھایا جائے۔ اسلام اس ملک کا مقدر ہے یہاں کے چودہ کروڑ عوام اس صبح کا انتظار کر رہے ہیں جس سے 'نظام مصطفیٰ'' کے انوار پھوٹتے نظر آتے ہیں، اگر وہ اس سعادت سے محروم رہے تو ان کی قسمت۔ قوموں کی تقدیریں تو قوموں کے عزم و اعتقاد سے بنتی ہیں۔ اتنی عظیم قوم کو تاریک رستوں میں مارنے والے شہنشاہ ایران، سربراہان افغانستان اور اسلام دشمنوں کے قبرستانوں میں جگہ پاتے ہیں۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسلام کو ہی پاکستان کا مقدر جانتے ہیں جو اس راہ سے ہٹ کر کوئی راستہ نکالے گا، عبرت کا نشان بن جائے گا۔

(بشکریہ مدیر اعلیٰ ماہنامہ "جہان رضا" لاہور)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت مولانا پیر سید خضر حسین شاہ چشتی مدظلہ العالی

نہیں شیدا میں حسن انجمن کا
میں دیوانہ ہوں سلطان زمن کا
میرے محبوب کی قامت کے آگے
بھلا ہے ذکر کیا سرو و سمن کا
ہوں جس کے خار بھی جنت بداماں
بیان رتبہ ہو کیسے اس چمن کا
قدم اس کے میں چوموں والہانہ
ملے جو سگ محمد کے وطن کا
علاج اب ہے طبیبو! غیر ممکن
بجز دیدار، اس مرض کہن کا
صدائے یا محمد یا محمد
ہے بس دارو یہی دل کی جلن کا

کسی کو اب خوشی دے گا وہ کیسے
خضرؔ پیکر ہے خود رنج و محن کا

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیه

مدیر اعلیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولا تنكحوا المشركت حتى يؤمن ولامة مؤمنة خير من مشركة ولو اعجبتكم ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو اعجبكم اولئك يدعون الى النار والله يدعوا الى الجنة والمغفرة باذنه و يبين ايته للناس لعلهم يتذكرون (۲۲۱) و يسئلونك عن المحيض قل هو اذى فاعتزلوا النساء فى المحيض ولا تقربو هن حتى يطهرن فاذا تطهرن فاتوهن من حيث امركم الله ان الله يحب التوابين و يحب المتطهرين (۲۲۲) نساؤكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم و قدموا لانفسكم واتقوا الله واعلموا انكم ملقوه و بشر المؤمنين (۲۲۳)

ترجمہ: اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور مومنہ کنیز مشرکہ عورت سے بہت بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو اور مشرکوں کے نکاح میں (مسلمان عورتیں) نہ دو جب تک (وہ مشرک) مسلمان نہ ہو جائیں اور غلام مسلمان مرد مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں پسند ہو۔ یہ لوگ وہی ہیں جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حکم کے ساتھ جنت اور مغفرت کی دعوت دیتا ہے اور واضح طور پر لوگوں کے لئے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۲۲۱) اور آپ سے حیض کے حکم کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے اے حبیب وہ ایک بیماری (نجاست) ہے۔ پس اس بیماری و نجاست کے دن میں عورتوں سے یکسو رہو اور ان سے مجامعت نہ کرو یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں اور جب وہ پاک ہو جائیں تو ان سے مجامعت کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور ستھرا رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے (۲۲۲) تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں پس جس کیفیت سے تم چاہو ان سے مجامعت کرو اور اپنی جانوں کے لئے آگے بھیجو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو یہ کہ تم اس کے حضور پیش

ہونے والے ہو اور (اے حبیب) مؤمنوں کو خوشخبری سنادو (۲۲۳)

حل لغت : امۃ: لونڈی، کنیز۔ اعجبتکم : وہ تم کو پسند آئے، بھلی لگے، بھائے، اعجبت : اعجاب سے ہے، فعل ماضی کا صیغہ ہے، واحد مؤنث غائب ہے، ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ باذنہ : اس کی توفیق سے، اس کے حکم سے، اس کی مشیت سے۔ اذیً : نجاست، گندگی، بیماری، ناپاکی۔ فاعتزلوا: پس یکسو رہو، مجامعت نہ کرو، علیحدہ رہو، اعتزلوا : جمع مذکر حاضر امر کا صیغہ ہے اس کا مصدر اعتزال سے ہے۔ حرث: کھیتی۔ انی شئتم : جس کیفیت سے تم چاہو یعنی کیف شئتم (تفسیر حقانی، مولانا عبدالحق دہلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ جلد نمبر ا صفحہ ۸۱، مطبع مجتبائی دہلی)

تفسیر : اسلامی معاشرہ میں چونکہ باہمی میل جول اور بودوباش تھی لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے ازدواجی زندگی میں مسلمانوں کو مشرکوں سے الگ کر دیا اور حکم دیا کہ اے مسلمانو! اگرچہ تمہیں مشرکہ عورتیں پسند ہوں مگر اس حکم کے بعد ان کو تم اپنی ازدواجی زندگی میں داخل نہیں کر سکتے۔ مسلمان مسلم عورت سے ہی نکاح کر سکتا ہے مشرکہ سے ہرگز نہیں۔ اگرچہ وہ مشرکہ اس کو ہر لحاظ سے پسند ہو اور لونڈی مؤمنہ مشرکہ سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ اسی طرح مسلمان عورتیں بھی مشرکوں کے ساتھ ہرگز نکاح نہیں کر سکتیں۔ ایک غلام مؤمن مشرک آزاد مرد سے بہت بہتر ہے اگرچہ وہ مشرک مرد ہر لحاظ سے تمہیں پسند ہو، یہ کافر جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ اپنی توفیق کے ساتھ جنت و مغفرت کی دعوت دیتا ہے اور واضح طور پر بنی نوع انسان کے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اس آیہ کریمہ میں واضح ہو گیا کہ اب مسلمان عورتیں اور لونڈیاں صرف مسلمانوں ہی کے لئے بیوی بننے کا حق رکھتی ہیں اور کسی لحاظ سے بھی مشرکہ عورتیں نہ مسلمان کی بیوی بن سکتی ہی اور نہ مسلمان کے ساتھ زن وشو کا تعلق رکھ سکتی ہیں۔

رئیس المفسرین، صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"شان نزول : حضرت مرثد غنوی ایک بہادر شخص تھے، سید عالم ﷺ نے انہیں مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تاکہ وہاں سے تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں وہاں عناق نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانہ

جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت رکھتی تھی، حسین اور مالدار تھی جب اس کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے پاس آئی اور طالب وصال ہوئی۔ آپ نے خوف الٰہی اس سے اعراض کیا اور فرمایا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ تب اس نے نکاح کی درخواست کی، آپ نے فرمایا کہ یہ بھی رسول خدا ﷺ کی اجازت پر موقوف ہے۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر جب آپ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کر کے نکاح کی بابت دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی (احمدی) بعض علماء نے فرمایا جو کوئی نبی ﷺ کے ساتھ کفر کرے وہ مشرک ہے خواہ اللہ کو واحد ہی کہتا ہو اور توحید کا مدعی ہو (خازن)"[۱]

معلوم ہوا کہ کسی غیر مسلم سے مسلمان کا عقد نہیں ہو سکتا اور اسی طرح مسلمان عورت کسی غیر مسلم کے عقد میں نہیں آسکتی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مندرجہ بالا آیتوں میں مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرنے کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے تو اسی ضمن میں مسائل حیض کو بھی بیان کیا گیا۔ یہ بھی ازدواجی زندگی کا حد درجہ ضروری اسلامی مسئلہ ہے بعض مذاہب تو عورت کو ان ایام ماہواری میں بالکل الگ تھلگ ایک مکان میں محبوس کر دیتے تھے اور بعض لوگ اس پلیدی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مجامعت کرتے رہتے تھے۔ اسلام نے بالکل اس کے فطری رجحانات کو جانتے ہوئے ایک درمیانہ اور سلامتی کا راستہ بتایا جو کہ اسلام کی روایتی میانہ روی اور اعتدال پسندی کا ثبوت ہے۔ یعنی عورت جب ان ایام ناپاکی میں مبتلا ہو جائے تو صرف اس کے ساتھ قطعاً مجامعت نہ کرنے کا حکم ہے۔ نیز کچھ اور شرعی احکام جو اس کی ذات تک ہیں بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً ایام ماہواری کی مدت تین دن سے نو دن تک ہے۔ ان ایام میں اس نے نماز نہیں پڑھنی، روزہ نہیں رکھنا، مسجد میں نہ جائے، قرآن مجید کو نہ چھوئے، طواف نہ کرے اور نماز کی قضاء بھی لازم نہیں، ہاں روزے کی قضاء کرنا ضروری ہے۔ باقی شوہر کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکتی ہے۔ پھر جب وہ عورت ایام ماہواری سے پاک ہو جائے تو اپنے خاوند کے پاس اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق شریعت محمدیہ اسلامیہ ﷺ کے مطابق جس طرح چاہے زندگی بسر کرے اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے حضور ہر وقت استغفار پڑھنی چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو عاجزی پسند ہے اور نیز چونکہ وہ عورت نجاست سے پاک ہو رہی ہے لہٰذا یہ بھی فرمایا کہ آئندہ کے لئے اس نے صاف ستھرا رہنا ہے کہ

(باقی صفحہ ۳۶ پر)

[۱]: خزائن العرفان، حاشیہ بر کنزالایمان صفحہ ۶۳، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

گذشتہ سے پیوستہ

شہہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشاہیر کی نظر میں

پرنسپل (ریٹائرڈ) الحاج صوفی مشتاق احمد صدیقی

اے شاہ انبیاء و شہنشاہ کائنات زینت طراز عرش ہیں تیری تجلیات
تیرا سخن ہے وحی خداوند دو جہاں روشن تیرے فروغ تجلی سے شش جہات
"اسریٰ بعبدہ" ہے تیرے قرب کی دلیل یہ سب ہیں تیری ذات کے قدسی تعرفات
پہنچا نہ کوئی تیرے مقام بلند تک موسیٰ ز ہوش وقت بہ یک جلوہ صفات
تو عین ذات مے نگری در تبسمی

(عبدالمجید سالک نقوش رسول نمبر صفحہ ۵۵۲)

مولانا عبدالمجید سالک نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو مدحیہ کلام رقم کیا ہے وہ یقیناً لائق صد ستائش ہے۔ مدحت رسول کے بول کیا ہیں عشق و محبت کے جذبات میں ڈوبے ہوئے وجد آور الفاظ کہ جن میں سرکار والا صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات کی بلند پروازی کی طرف لطیف اشارات ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی کی عظمت بے مثال اور ان کے روحانی تجلیات کی آفاقی تابندگی کے خیرہ کن نقوش ہیں۔ سالک نے حضور اقدس صاحب التاج والمعراج صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر افلاک کے تحیر افزا لمحات کو دل پذیر انداز سے میں نقش بند کیا ہے۔

شب اسریٰ انسانی عروج کی محیر العقول اور ناقابل فہم پرواز کہ جس کی حد آخریں کے ادراک کی جرأت جبریل امین جیسا معزز و محترم فرشتہ نہ کر سکا۔ سدرۃ المنتہیٰ سے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خصوصی سفر کا آخری مرحلہ شروع کیا اور منزل قاب قوسین پر پہنچ کر جب دیدار حق کا شرف حاصل کیا تو ہمہ تن محو ہو کر مخلی کے بے پایاں حسن و جمال سے بصد انہماک و بہجت لطف اندوز ہو اور نگاہوں کو ایمان و ایقان کے نور سے منور و تاباں کیا کہ یہی منشاء ایزدی تھا دوسری طرف خیرہ کن انوار تجلیات کی اک ہلکی سی جھلک کی تاب نہ لا کر موسیٰ علیہ السلام ہوش و حواس کھو بیٹھے!

موسیٰ ز ہوش رفت بیک جلوہ صفات تو عین ذات می نگری در تبسمی

انسان کا فہم و ادراک خواہ کتنا معراج بداماں کیوں نہ ہو اور اسکے قلم کی تحریر خواہ کتنی رفعت آفریں کیوں نہ ہو، خدائے علیم و خبیر و بصیر کے سامنے ان کی حیثیت سمندروں کی مقابل اک قطرہ ناچیز یا صحراؤں کے سامنے اک ذرہ حقیر کی مانند ہے۔ اس سے پہلے کہ مدحت رسول ﷺ کے سلسلے میں انسانی فہم و فراست کی صلاحیتوں کا جائزہ لیا جائے آیئے دیکھتے ہیں کہ کائنات ہست بود کا خالق و مالک اپنے پیارے محبوب ﷺ کے متعلق قرآن حکیم میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

و ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم کان اللہ معذبھمۃ و ھم یستغفرون

یہ آیہ کریمہ جن واقعات کے پس منظر میں نازل ہوئی ہے ان کی وضاحت آیات ۳۱، ۳۲ میں یوں کی گئی ہے۔ رب کائنات اپنے پیارے محبوب ﷺ کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر ﷺ وہ وقت یاد کریں جب آپ سے گلو خلاصی حاصل کرنے کے لئے کافر آپ پر داؤ چلانا چاہتے تھے تاکہ آپ کو گرفتار کر رکھیں یا مار ڈالیں یا جلاوطن کر دیں اور صورت حال یہ تھی کہ کافر اپنا داؤ کر رہے تھے اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے۔ جب ہماری آیتیں ان کافروں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہاں، جی ہاں ہم نے سن تو لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس طرح کا قرآن کہہ لیں، یہ تو محض گزرے لوگوں کی کہانیاں ہیں، اے حبیب پاک ﷺ اس وقت کو بھی یاد کریں جب ان کافروں نے دعائیں مانگیں کہ یا اللہ اگر یہ دین اسلام ہی دین حق ہے اور تیری طرف سے اترا ہے تو ہم پر آسماں سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی اور عذاب دردناک لا نازل کر۔ اس پس منظر میں اب آیہ کریمہ ۳۳ کے معانی ملاحظہ کریں رب کائنات ارشاد فرماتے ہیں اے پیارے نبی ﷺ! اللہ پاک ایسا بے مروت بھی نہیں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور انہیں مبتلائے عذاب کیا جائے، سنئے اے پیارے حبیب ﷺ اللہ جل جلالہ ایسا بے رحم بھی نہیں کہ لوگ گناہوں کی معافی مانگتے رہیں اور وہ انہیں عذاب کا ذائقہ چکھائے۔ اللہ پاک کی شان کریمی کے قربان جائیں کہ انہیں اتنا بھی گوارا نہ تھا کہ وہ ان دشمنان اسلام کو سزاوار عتاب ٹھہرائیں جبکہ اے پیارے حبیب ﷺ آپ ان کے درمیان موجود ہوں یقیناً خدائے رحیم و کریم اتنے بے رحم بھی تو نہیں کہ ان لوگوں کو عذاب کا مزہ چکھائیں درآنحالیکہ ان میں وہ لوگ بھی موجود ہوں جو گناہوں کی معافی مانگ رہے ہوں آیہ کریمہ ۳۳ کے ابتدائی نصف حصے پر اگر عاشق صادق کی نظر سے غور کیا جائے تو یہ حضور نبی آخرالزمان ﷺ کی

رسالت کی عظمت و شان پر گواہی ہے خالق کون و مکاں کی طرف سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے رب مہربان کی یہ شہادت ایک ایسی سند ہے کہ جس کی صداقت ازل سے اب تک اہل فکر و نظر کے علم و عرفان اور ایمان و ایقان کو تابندگی و فرخندگی عطا فرماتی ہے، سند افضلیت عطا کرنے والا اپنی ذات و صفات میں وحدانیت اور الوہیت کے لحاظ سے وحدہ لاشریک ہے اور جس ذات گرامی صفات کو سند افضلیت عطا کی گئی ہے وہ شان رسالت اور نیابت الٰہی کی عظمت کے لحاظ سے کائنات میں واحد و یکتا ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے

وحدہ لا شریک خدائے کریم کوئی اس کا شریک نہ آسکا سہیم
واحد و بے نظیر شہہ انبیا کوئی اس سا محبّ نہ حبیب خدا

وحدہ لاشریک نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے متعلق جن احساسات کا اظہار فرمایا ہے وہ حضور پاک ﷺ کی ذات گرامی کے لئے ایک ایسا اعزاز ہے جو انہیں کائنات کی ہر مخلوق سے بلند و بالا اور متمیز و منفرد مقام عطا فرماتا ہے۔ یہ منفرد مقام ہر کسی کے نصیب میں نہیں ہوتا بلکہ اللہ جل جلالہ اپنے مقرب بندوں میں سے جسے چاہے عطا کر دیتا ہے ذالك فضل الله یوتیه من یشاء (یعنی) این سعادت بزور بازو نیست --- گر نہ بخشد خدائے بخشندہ)

حضور رسالت مآب ﷺ کے نام لیواؤں نے اپنی اپنی فہم وبساط کے مطابق اپنے آقا و مولا، سردار انبیاء شہہ لولاک ﷺ کی خدمت عالی میں جذب و شوق کے ساتھ عقیدت و محبت سے مزین گلدستے پیش کئے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے شیخ الکبیر ابوبکر محی الدین ابن العربی المتوفی ۱۲۴۰ء کس وارفتگی کے عالم میں آقائے نامدار ﷺ کی رفعت مقام اور تمکنت درجات کا نقشہ کھینچتے ہیں

الاابابی من کان ملکا و سیدا و آدم بین الماء و الطین واقف

سنوائے غلامان رسول ﷺ! میرے ماں باپ ذات گرامی مرتبت پر قربان، وہ فرمانروا اور سردار دو جہاں کون تھے؟ وہ کون و مکان کے کائنات میں اس وقت سے جلوہ گر تھے جبکہ سیدنا آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے

فذاك رسول الابطحی له فی العلا مجد تلید و طارف

وہ رسول کہ اسم گرامی ان کا محمد ﷺ ہے سربلندی و سرافرازی میں انہیں ہر شرف حاصل ہے خواہ وہ

قدیم ہے یا جدید۔

اتی بزمان السعد فی آخر المدی و کانت له فی کل عصر مواقف

وہ آخری زمانے کی نیک گھڑی میں تشریف لائے حالانکہ ان کو تو ہر زمانے میں مقام و موقف حاصل تھا۔

اتی لانکسار الدهر یجبر صدعه فاثنت علیه السن و عوارف

آقائے دو جہاں دنیا میں تشریف لائے تاکہ ٹوٹے ہوئے زمانے کی شکستگی کو جوڑ دیں اس پر تو زبانیں ثناخواہاں ہیں اور عطیات ربانی بھی جلوہ افروز ہیں۔

اذا رام امر الا یکون خلافه ولیس لذالك الامر فی الکون صارف

جب وہ کسی کام کا ارادہ کر لیتے ہیں تو وہ بات ان کے خلاف نہیں جاتی اور نہ ہی کسی میں اتنی استطاعت ہے کہ اس کائنات میں کوئی اسے روک سکے۔ انہوں نے حضور سرکار مدینہ ﷺ کی شان اقدس میں جو گل افشانی کی ہے وہ داد و تحسین کا حسین گل دستہ ہے، آیئے دیکھتے ہیں غیر مسلم مشاہیر حضور پر نور ﷺ کی ذات گرامی مرتبت اور دین اسلام کے متعلق کن خیالات کا اظہار کرتے ہیں دنیا کا عظیم فاتح نپولین بوناپارٹ کہتے ہیں

"اللہ جل جلالہ کی ہستی اور وحدانیت کے متعلق جن خیالات کا اظہار موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کے سامنے کیا اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے نام لیواؤں کے سامنے کیا حضرت محمد ﷺ نے اللہ کی ہستی اور اس کی وحدانیت کا درس تمام دنیا کے لوگوں کو دیا"

نوٹ: حضور سرکار دو عالم ﷺ کی ذات تقدس مآب کے سلسلے میں نپولین نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ دراصل نادانستہ طور پر سورۃ سبا کی ۲۸ ویں آیہ کے مطالب کی ترجمانی کی ہے جس میں رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے وما ارسلنك الا کافة للناس بشیرا و نذیرا یعنی اے پیارے محبوب ﷺ! ہم نے آپ کو تمام دنیا کے لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ ایمان لانے پر ہماری خوشنودی کی خوش خبری سنا دیں اور کفر کرنے پر عذاب کا ڈر لوادیں، نپولین کہتے ہیں حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے ملک عرب بت پرستوں کی سرزمین تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ سو سال بعد حضرت محمد ﷺ نے عربوں میں اللہ وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا شعور اجاگر کیا۔ حضور ﷺ سے پہلے

کے انبیاء کرام مثلاً حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے اللہ جل جلالہ کی وحدانیت کے عقیدے کا اعلان کیا تھا۔ نپولین مزید کہتے ہیں مجھے امید ہے کہ اگر مستقبل قریب میں مجھے موقع ملا تو میں دنیا کے دانا اور متمدن لوگوں کو مجتمع کر کے ایک ایسی حکومت قائم کروں گا جو قرآن کریم میں بیان کردہ اصول وضوابط کے مطابق کام کرے گی ماخوذ از

Why did they become Muslims, published by Waqaf Ikhlas Publications Istunbol Turkey.

حضور اقدس ﷺ کا ایک ہندو عقیدت مند جذب وکیف کے عالم میں محبوب رب العالمین ﷺ کے حضور محبت واردات کے جذبات سے لبریز گل ہائے عقیدت پیش کرتا ہے

مدحت آقا ﷺ کیا ہے؟ رنگ وآہنگ کا حسین گلدستہ ہے جس میں امت کیلئے غمگساری، گلستان عالم کیلئے وہ بہار جانفزا، صراط مستقیم سے بھٹکے ہوؤں کیلئے نور ہدایت، کائنات ارض وسما کے ہر ذی روح کی ہدایت و رہبری کا شرف حضور اکرم ﷺ کے حسن صوری اور جمال روحانی کے دلفریب اور معنبر و معطر پھول انتہائی قرینے اور مہارت کے ساتھ سجائے گئے ہیں۔ آیئے جناب چمن لال کی مدح وثناء پڑھئے اور لطف اٹھایئے (تجلیات سیرۃ صفحہ ۲۲۴، فضلی سنز اردو بازار کراچی)

وہ خاتم پیغمبراں وہ شاہ، وہ شاہ شہاں
وہ غمگسار دیگراں، روح روان عاشقاں

محبوب رب دو جہاں
وہ جس کے آنے سے کھلی دل کے گلستاں کی کلی
پھر پھولنے پھلنے لگی جو شاخ تھی سوکھی ہوئی
ٹوٹی ہوئی پھوٹی ہوئی
مشرق سے مغرب تک ہوا اک دم اجالا
نور کا اور کفر کی ظلمت جو تھی کافور گویا ہو گئی
آنے سے اس کے بے گماں
وہ شاہ، وہ شاہ شہاں، وہ خاتم پیغمبراں

وہ جس کے آنے کی خبر دیتے تھی موسیٰ پیشتر

وہ حکمران کبر وبر سمجھے ہیں اس کو راہبر

حور و ملک جن و بشر

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ، ابر کرم کر سکتا

مقبول و منظور خدا وہ حسن کا اک دیوتا

لولاک تھا جس کو کہا

اللہ کے جس کے لئے آیات سے تحفے دیئے

وہ جس کو رب ذوالمنن کہتا ہے خود محبوب من

میں کیا کہوں پھر اے چمن، وہ صاحب شق القمر

وہ شاہ، وہ شاہِ شہاں شاہنشہ کون و مکاں

چمن لال چمن کے منظوم نذرانہ عقیدت کے بعد ملاحظہ کیجئے حضور انور ﷺ کی خدمت عالی مرتبت میں ایک سکھ دانشور اور صحافی بیرسٹر ایل۔ ایس دار کا خراج عقیدت جو اپنی کتاب "رسول عربی" میں یوں رقم طراز ہیں (صفحہ ۳۱۳۔ ختم الرسل۔ فانوس پبلی کیشنز راولپنڈی)

"آؤ لوگوں دیکھو! طلسم حق ہے، اے آنکھوں والو دیکھو! امین کو دیکھو، یہ امن سروپ ہے، یہ سندر سروپ ہے جس کی نگاہ شوق حضور پر پڑی اسے منہ مانگی مراد دل مل گی جنم بھر کا پاپ کٹ گیا"

آگے یوں رقم طراز ہیں۔

"ایک صاحب کمال آیا جس نے جلوہ حق دکھایا جس کسی نے اسے پریم کی آنکھوں سے دیکھا اس کی تمنائے زندگی پوری ہوگئی جس بشر کو اس من موہن ﷺ نے اپنا درشن دیا اس کے جنم بھر کا پاپ کٹ گیا

آں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشہ چشمے ہما کنند

اے عرب! کیا ہی عجیب ہوں گے تیرے بھاگ جو تو نے نور خدا ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، کیا ہی اچھے ہوں گے تیرے بخت جو تو نے حبیب خدا ﷺ کے اپنی آنکھوں درشن کئے۔ اے سر زمین عرب! آج کے دن تیرا نام وردِ زباں جہاں ہے اور خلق خدا تیرا ذکر خیر کرتی ہے، کون آنکھ ہے جو تیرے درشن کو نہیں ترستی، وہ کون دل ہے جو تیری دید کی تمنا نہیں رکھتا، وہ کون ملک ہے جسے تیرے

شاہ کا سکہ نہیں مانا، وہ کون فرماں روا ہے جس نے تیری حشمت اور دبدبہ کو نہیں جانا، اے عرب تو نے نیا جنم پایا کیونکہ تجھے رسول خدا ﷺ ہاتھ آیا اے عرب! رب کے رنگ نیارے ہیں داتا جیسے چاہے دیدے ورنہ تیرے ہاتھ آئے یہ دولت محمدی ﷺ! تجھے نصیب ہو یہ جمال احمدی ﷺ!

اے ہمالہ کی بلند چوٹیو! تم ہی کچھ کہو سینکڑوں رشیوں نے تمہاری شفقت اور پیار کی گود میں نواس کئے، صدہا جوگیوں نے تمہارے پہلوئے محبت میں جوگ کمائے ہزاروں تپشروں نے تمہاری آغوش الفت میں تپ دھارے، لاکھوں گوروں، سادھوؤں نے تمہارے ہاں چرن کنول ڈالے۔

اے کوہ ہمالیہ! مگر سچ کہنا کہیں دیکھا ہے تو نے وہ مکہ کا راج دلارا، کہیں نظر پڑا ہے تجھے بھی وہ مدینے کا پیارا، اے موج گنگا! جس کسی کی آنکھیں تجھ سے دوچار ہو گئیں تو نے اسے گنگ منتر پڑھا کے چھوڑا جو تشنہ لب تیری نظر پڑا تو نے اسے گنگا جل پلا کے چھوڑا۔

اے آب گنگا! آخر یہ تو کہہ کہیں اس آب زم زم والے سے بھی تیری آنکھ لڑی کہیں اس مکی مدنی ﷺ نے بھی تجھ سے کوئی گنگا جل بھری۔

اے تاجدار عرب! سنتے ہیں تیری چھب عجب موہنی تھی اور تیرا روپ انوپ تھا، اے دلدار عرب ﷺ! کہتے ہیں تیری پریت کی جوت جس من میں جگی وہ بجھائے نہ بجھی، جس کی آنکھ پر تیری نگاہ پڑی وہ پھر ہمیشہ کیلئے ہو کر رہ گئی۔

رب کائنات نے خیر الامم، سید العرب والعجم، صاحب الجود والکرم ﷺ کی ذات اقدس و مکرم کو تمام کائنات کی مخلوقات کے لئے بشارت و رحمت کا سندیسہ دے کر مبعوث کیا ہے۔ اس ذات معظم کا فیضان رحمت پورب، پچھم، اتر، دکن، آسمان، زمین سب جگہ پر یکساں ہے، کائنات کا ہر ذی روح اپنے فہم و استعداد کے مطابق سردار انبیاء کی توصیف میں رطب اللسان ہے لیکن حق یہ ہے کہ وہ مدح و ثنا کا حق ادا نہیں کر سکتا دیکھئے شریف کنجاہی نے اس ضمن میں اپنی نارسائی کا اعتراف یوں کیا ہے۔

"گل کرن دی جاچ نہ مینوں نعت بھلا کیہ لکھاں"

بایں ہمہ دیکھئے آقائے نامدار کا ایک غلام سید محمود حسن اسرائیلی پوربی زبان میں کس عقیدت و محبت کے ساتھ آقائے نامدار ﷺ کے حضور جھولی پھیلا کر لطف و کرم کی بھیک مانگتا ہے، وہ اپنے دل کی تڑپ اور بے چینی کا برملا اظہار کر کے دوائے دردِ دل کا تمنائی ہے، ملاحظہ کیجئے عجز، درد، تڑپ اور

مجبوری سے مملو آستانہ رسول ﷺ پر جوگی کی صدا:

مدت سے ہوں آس لگاتا اور آیا ہوں ٹھوکریں کھاتا

اک مٹھی بھو جن من بھاتا

دے بھکشا یڑب کے داتا

میں نہیں کہتا جھولی بھر دے، مٹھی بھر دے، مٹھی بھر دے

جس مٹھی میں جگ ہے ساتا

دے بھکشا یڑب کے داتا

راتوں نین کے چھاگل چھلکیں مکھ پر موتی بن بن ڈھلکیں

ہوں میں سندر ہار بناتا

دے بھکشا یڑب کے داتا

تو بطحا کا راج دلارا سب سے اونچا تیر ادوارا

راجا تک ہے سیس نواتا

دے بھکشا یڑب کے داتا

جی مرا امرت جل کو ترسے، تیرے دیس وہ بادل برسے

جو ہے من کی پیاس بجھاتا

دے بھکشا یڑب کے داتا

جب سے تجھ سے ناتا جوڑا، سب سے پریم کا بندھن توڑا

تو ہی پتا اب تو ہی ماتا

دے بھکشا یڑب کے داتا

اب محمود نہ آئے نہ جائے وہ بیٹھا ہے دھونی رمائے

اس جوگی کو کچھ مل جاتا

دے بھکشا یڑب کے داتا

(جاری ہے)

منقبت بحضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زبدۃ السالکین السید غلام معین الدین شاہ صاحب مشتاقؔ رحمۃ اللہ علیہ

درِ دولت پہ حاضر ہے گدا، یا شاہِ جیلانی
نگاہِ مہر ہو بہرِ خدا، یا شاہِ جیلانی

اشارے میں بنا دیتے ہو بگڑی تم تو لاکھوں کی
ہمارے کام میں ہے دیر کیا، یا شاہِ جیلانی

قسم تیری نہ اس چوکھٹ سے اب اٹھے گا سر میرا
مجھے جب تک نہ ہو گا کچھ عطا، یا شاہِ جیلانی

ترے دربار میں کیا کیا امیدیں لے کے آیا ہوں
کہیں ٹوٹے نہ میرا آسرا، یا شاہِ جیلانی

نہ ہو مجھ میں کوئی خوبی، نہ ہو اچھا عمل کوئی
مگر ہوں نام لیوا آپ کا، یا شاہِ جیلانی

تمہارے در سے خالی ہاتھ پھرتا ہے کہاں سائل
مجھے بھی کچھ نہ کچھ تو ہو عطا، یا شاہِ جیلانی

ترا لطف وکرم لایا ترے دربار تک ورنہ
پہنچنے کا ذریعہ کچھ نہ تھا، یا شاہِ جیلانی

دمِ آخر رہے پیشِ نظر سرکار کی صورت
یہی مشتاقؔ کی ہے التجا، یا شاہِ جیلانی

شیخ المشائخ امام الآئمہ محبوب سبحانی قطب ربانی

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پروفیسر غلام سرور رانا

پس منظر: عالم اسلام پر پانچویں صدی ہجری میں کسمپرسی کا عالم تھا، اسلام کے مخالف طاغوتی طاقتیں مسلمانوں کو اقتدار سے محروم کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف تھیں، عراق میں بھی اس قسم کا انتشار تھا، زندگیاں بری طرح غیر منظم ہو چکی تھیں، عوام الناس کی فطری صلاحیتیں نہ ہونے کے برابر تھیں، ایک روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

"پانچویں صدی کے قریب میری امت پر آفت کی ایک چکی چلے گی اگر اس سے بچ نکلی تو پھر کچھ مدت کے لئے اسے استقامت حاصل ہو جائے گی"۔

تاریخ اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ جب بھی کسی جگہ ایسی حالت ظہور پذیر ہو وہ لازمی طور پر کسی نہ کسی انقلاب کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہے جس کا اثر ہر چیز پر عیاں ہوتا ہے، زندگی کے ہر شعبہ میں انقلاب معرض وجود میں آتا ہے۔ ایسا ہی انقلاب عامۃ الناس کو ایک نئی تہذیب، نئی زبان، نیا معاشرہ اور نیا طریقہ حیات فراہم کرتا ہے جس کا اثر کرہ ارض پر ہوتا ہے یہ اثر اولیاء عظام اور صوفیاء کرام کی وجہ سے ہوتا ہے، جو علم کے ساتھ عمل سے بھی کماحقہ بہرہ ور ہوتے ہیں، یہی عظیم المرتبت ہستیاں بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بچی خیر خواہی کرتی ہیں حسن واخلاق کی جملہ خصوصیات انہیں کا حصہ ہوتا ہے۔ ایسی ہی بابرکات شخصیتوں کی صحبت سے انسان کو روحانی جلا نصیب ہوتی ہے چنانچہ جسے ایک مرتبہ زیارت نصیب ہو جاتی ہے وہ انہی کی آماجگاہ ہو جاتا ہے انہی کے بارے میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

انہی برگزیدہ ہستیوں میں جنہوں نے دنیا کے طول و عرض میں اسلام کی تبلیغ کا بیڑا

اٹھایا، حضرت میراں محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کو ایک ممتاز اور اعلیٰ مقام حاصل ہے اور آپ کے روحانی فیوض و برکات کے باعث دنیا کے ہر کونے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیدائی موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے توسل عالی سے تبلیغ اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جلوہ افروز ہونے کے بعد امراء کی بھی اصلاح ہوئی، لوگوں میں تنظیم و اتفاق کی روح و افکار و کردار میں مرکزیت پیدا ہوئی، بے شمار طالبان حق و صداقت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا اور آپ کا مشن حال و مستقبل میں جاری و ساری رہے گا اور قیامت تک دنیا پیران پیر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور محی الدین قدس سرہ العزیز کے مبارک ناموں سے پکارتی رہے گی۔

بے شک کلید قفل در مدعا ہو تم   اولاد خاص سبط رسول خدا ہو تم

شجرہ نسب: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کنیت ابو محمد، القاب محی الدین، سلطان الاولیاء، غوث اعظم، محبوب سبحانی، شیخ المشائخ اور امام الائمہ ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین سید تھے نسب پدری درج ذیل ہے۔

شیخ محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح موسیٰ بن عبداللہ الجلیلی ابن یحییٰ الزاہدین محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ موسیٰ، الجون بن عبداللہ بن المحض بن حسن المثنیٰ بن امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی فاطمہ تھا، کنیت ام الخیر اور لقب امۃ الجبار بنت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔

والدہ صاحبہ کی طرف سے نسب نامہ اس طرح ہے: سیدنا ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت السید عبداللہ الصومعی رحمۃ اللہ علیہ الزاہد بن الامام ابی جمال الدین السید محمد بن الامام السید محمود بن الامام السید ابی العطاء عبداللہ بن الامام السید کمال الدین عیسیٰ بن الامام السید ابی علاؤ الدین محمد الجواد بن الامام علی الرضا بن الامام موسیٰ الکاظم بن الامام جعفر الصادق بن الامام محمد الباقر بن الامام زین العابدین بن الامام ابی عبداللہ الحسین بن الامام اسد اللہ الغالب امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین۔

حضرت عبداللہ صومعی اس دور کے مشہور و معروف ولی کامل تھے اسی بناء پر حضرت شیخ عبدالقادر

جیلانی رضی اللہ عنہ کو زہد و تقویٰ، غرباء پروری، مہمان نوازی، صبر و تحمل ایثار و صداقت اور راست بازی اپنے جد امجد سے وراثتاً ملی تھی، سیدہ عائشہ جیلاں جیسی پارسا خاتون آپ رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں جس وقت لوگ بارش کے لئے حاضر ہوئے انہوں نے صحن میں جھاڑو دے کر آسمان کی طرف آنکھیں اٹھا کر اللہ جل مجدہ کے حضور عرض کی یارب انا کنست فرش انت پروردگار جھاڑو میں نے دے دی ہے چھڑکاؤ آپ کر دیں، چنانچہ جب وہ لوگ گھروں کو واپس لوٹے تو ان کے کپڑے بارش ہونے کی وجہ سے بھیگ چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت سے حضرت مولیٰ علی مشکل کشاء سے جا ملتا ہے۔ والد بزرگوار حضرت صالح موسیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ کی نسبت سے آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ عالیہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے آپ رضی اللہ عنہ کا خانوادہ پارسائی اور ہدایت کے لحاظ سے ممتاز تھا۔

ولادت باسعادت : آپ رضی اللہ عنہ ۱ ے ۴۷۱ھ رمضان المبارک میں قصبہ جیل طبرستان جسے اب گیلان کہتے ہیں تولد ہوئے، یہ صوبہ شمالی فارس میں بحیرہ خزر (کیسپین) کے جنوبی ساحل پر واقع ہے چونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش رمضان شریف میں ہوئی اس لئے سورج غروب ہونے تک دودھ نہیں پیا جب یہ سرچشمہ ہدایت ظہور پذیر ہوا آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔

آنچہ ہژدہ ہزار بندہ اوست غوث اعظم شہ خجستہ نہاد
چوں زباغ حسن چو گل بشگفت چار صد بود بعد ازاں ہفتاد

ولادت پاک کی تاریخ لفظ "عاشق" اور عمر شریف لفظ "کمال" سے نکلتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے

بینش کامل و عاشق تولد وصالش داں ز معشوق الٰہی

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب میرے فرزند ارجمند کی ولادت باسعادت ہوئی تو ماہ رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں قیاس آرائیاں شروع ہو گئیں، عامۃ الناس مجھ سے پوچھنے لگے میں نے کہا کہ آج عبد القادر رضی اللہ عنہ نے دودھ نہیں پیا، مابعد یہ بات واضح ہو گئی کہ اس روز یکم رمضان المبارک تھی۔ "بہجۃ الاسرار صفحہ ۸۹" میں تحریر ہے کہ اس وقت شہر میں اس بات کا چرچا ہو گیا کہ شریفوں کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو رمضان المبارک میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔

والد بزرگوار کی شادی: ایک مرتبہ آپ ؒ کے والد ماجد حضرت صالح ؒ دریائے دجلہ کے کنارے جا رہے تھے کہ افطار کا وقت ہو گیا آپ ؒ نے دیکھا کہ ایک سیب بہتا ہوا آ رہا ہے۔ آپ ؒ نے اسی سیب سے روزہ افطار کر لیا لیکن معاً خیال آیا کہ یہ سیب اجازت کے بغیر کھایا گیا ہے اور یہ چیز روزہ کی روح کے منافی ہے۔ چنانچہ مالک سے سیب کھانے کی اجازت کے حصول کے لئے طویل سفر کیا حتیٰ کہ اسی باغ پر پہنچ گئے جہاں سیب کی ٹہنیوں کا درخت دریا کی طرف جھکا ہوا تھا، مالک باغ حضرت عبداللہ صومعی ؒ سے شرف ملاقات ہوئی، آمد کا مدعا بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ تاوان کے طور پر آپ ؒ کے دس سال یہاں مقیم ہونا پڑے گا، آپ ؒ نے ارشاد کی تعمیل کی دس سال کی مدت مدید کے بعد مراجعت کا اظہار کیا اس پر حضرت عبداللہ صومعی ؒ نے دو سال کی مزید توسیع فرما دی اور بارہ سال مکمل ہونے کے بعد اپنی دختر دلبند الخیر ان کی شادی خانہ آبادی آپ ؒ سے کرنے کے بعد مراجعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت غوث اعظم ؒ کی آمد کی بشارتیں: روایت ہے کہ آپ ؒ کی ولادت باسعادت کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت غوث اعظم ؒ کے والدین کو بشارت دی کہ تمام اولیائے کرام اس نومولود کے مطیع ہوں گے، قصیدہ غوثیہ میں اس کے بارے میں آپ ؒ اس طرح فرماتے ہیں۔

وکل ولی علی قدمی و انی علی قدم النبی بدر الکمالی

ترجمہ:۔ تمام اولیاء اللہ میرے نقش قدم پر چلتے ہیں اور میں سرور دو عالم ﷺ کے نقش قدم پر چلتا ہوں جو اپنی رفعتوں میں بدر کامل ہیں۔

اس سلسلے میں شیخ ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی ؒ جو صاحب کشف و کرامات تھے فرماتے ہیں کہ بغداد شریف میں ۵۰۳ھ میں شیخ حماد دباس ؒ کی خدمت اقدس میں تھا۔ انہی ایام میں حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی ؓ بھی ان کے مصاحبین میں سے تھے تشریف فرما ہوئے اور شیخ حماد کے سامنے ادب سے بیٹھ گئے، تھوڑی دیر بعد اٹھ کھڑے ہوئے اس پر حضرت شیخ حماد نے فرمایا کہ اس عجمی کا وہ قدم ہے جو ان کے وقت میں اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہو گا اور آپ ؒ فرمائیں گے کہ

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے"۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تصنیف "زبدۃ الآثار" میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور رسالت مآب ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تصدیق فرمائی کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله حضور پاک ﷺ نے فرمایا "وہ تو اپنے زمانے کے قطب ہیں اور میں ان کا حامی ہوں"۔ ایسی ہی تحریر "تحفۃ القادریہ" مؤلفہ حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی درج ہے۔ اسی طرح قصیدہ غوثیہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حسب نسب کے بارے میں اسی طرح ارشاد فرمایا ہے۔

نبی هاشمی مکی حجازی هو جدی به نلت المنالی

ترجمہ :۔ وہ رحمت لقب نبی آخر الزمان ہاشمی ہیں مکی اور حجازی ہیں وہی میرے جد اعلیٰ ہیں جو خدا سے قریب اور اس کے دوست ہیں۔

و عبد القادر المشهور اسمی و جدی صاحب العین الکمال

ترجمہ :۔ عبدالقادر میرا مشہور نام ہے اور میرے جد امجد رسول خدا ﷺ چشمہ کمال کے مالک ہیں روایت ہے کہ جس رات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی اسی رات جیلان کی تمام حاملہ عورتوں کے اولاد نرینہ پیدا ہوئی اور سب کے سب مادر زاد ولی تھے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مبارکہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا انتقال صد ملال ہو گیا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا جان حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے بار کفالت اٹھایا۔

تحصیل علوم اور والدہ ماجدہ کی نصیحت :اوائل عمر سے ہی تعلیم کا شوق جاگزین تھا، دس سال تک ابتدائی تعلیم گھر میں ہی حاصل کی مابعد مکتب میں اٹھارہ سال کی عمر تک قرآن مجید، حدیث، فقہ، مختلف علوم وفنون اور مروجہ کتابوں کی تعلیم مختلف آئمہ و شیوخ سے حاصل کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا۔

ابو غالب محمد بن الحسن الباقلانی ' ابو سعید بن عبدالکریم بن خشیش ابو الغنائم محمد بن علی بن میمون الرسی، ابوبکر احمد بن مظفر، ابو محمد جعفر بن احمد القاری السراج ابو القاسم علی بن احمد الکرخی، ابو عثمان

اسماعیل بن محمد الاصبہانی ابو طالب عبد القادر بن محمد بن عبد القادر بن محمد بن یوسف ابو طاہر عبد الرحمان بن احمد بن عبد القادر بن محمد بن یوسف ابو البرکات ہبتہ اللہ السقطی، ابو العز محمد بن مختار الہاشمی، ابو نصر محمد و ابو غالب احمد و ابو عبد اللہ یحیٰی ابناء الامام ابی علی الحسن بن البنا ابو الحسین المبارک المعروف بابن الطیوری، ابو منصور عبد الرحمان القزاز ابو البرکات طلحۃ العاقولی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور علامہ ابو زکریا یحیٰ بن علی التبریزی سے علم ادب حاصل کیا بعد نماز فجر درس دیا کرتے تھے علم و عرفان کی بے پناہ طلب نے جیلان سے بغداد شریف کے سفر پر آمادہ کیا اس سلسلے میں والدہ محترمہ سے نہایت سے بغداد شریف کے سفر پر آمادہ کیا۔ اس سلسلے میں والدہ محترمہ نہایت ہی ادب و احترام سے عرض کیا کہ موجودہ دور میں بغداد شریف شہرہ آفاق جید علماء، فضلاء اور مشائخ کا مرکز ہے اگر آپ رضی اللہ عنہا خوشی اجازت مرحمت فرمادیں تو مزید تحصیل علم کے لئے وہاں چلا جاؤں، والدہ محترمہ نے لخت جگر کو بغداد شریف کی اجازت دیتے ہوئے چالیس اشرفیاں زاد راہ کے طور پر آستین میں سی دیں اور فرمایا بیٹا علم میں ہمہ تن مشغول ہو جانا اور مجھے یاد نہ کرنا کیونکہ اب اس دنیا میں ہماری ملاقات نہ ہو سکے گی۔ روانگی کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول سنایا کہ الصدق ینجی و الکذب یھلک حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ بغداد شریف جانے والے قافلے میں شامل ہو کر چلے گئے، جب قافلہ ہمدان سے تھوڑا ہی آگے گیا تھا کہ ڈاکوؤں کے ایک انبوہ کثیر نے گھیر اڈال کر قافلے کو لوٹ لیا اور سازو سامان پر بھی قبضہ جمالیا اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کی بھی تلاشی لی گئی، آپ رضی اللہ عنہ نے تلاشی سے قبل ہی بتادیا تھا کہ میرے چالیس اشرفیاں آستین میں سلی ہوئی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ میری والدہ محترمہ نے مجھے راست گوئی کی تاکید کی تھی اس کے بعد حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھی الجنتہ تحت اقدام المہات

جنت کہ رضائے مادران است زیر کف پائے مادران است

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے آستین کے ٹانکے توڑ کر سب اشرفیاں سالار قافلہ کو دے دیں جس سے اس پر سکتہ طاری ہو گیا، وہ آپ کے دست حق پرست پر اپنے گناہوں سے تائب ہوا اور کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کی زیرک، خدا شناس اور پارسا والدہ محترمہ کا عہد یاد رہ گیا مگر مقام افسوس ہے کہ ہم نے اپنے رب کے عہد کو بھلا دیا یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا۔

بغداد شریف میں تشریف آوری : اقامت بغداد کے زمانہ میں متعدد دفعہ فقر و فاقہ کا سامنا کرنا پڑا لیکن کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ فرمایا لیکن حاجت مندوں کی حاجت روائی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول رہا۔ ان ایام میں بغداد شریف میں بہت بڑا خطرناک قحط رونما ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ تیں روز تک کوئی چیز کھانے کو میسر نہ آسکی۔ ایوان کسریٰ کی طرف اس بہانے چل پڑا کہ شاید کوئی روزی کا بندوبست ہو جائے وہاں جا کر پتہ چلا کہ ستر ہزار اولیائے کرام اسی مقصد کے لئے موجود ہیں، یہ دیکھ کر فوراً بغداد شریف واپس آگیا۔ اسی اثناء میں ایک گیلانی شخص نے چند طلائی اور نقرئی ٹکڑے جو والدہ محترمہ نے انہیں دیئے تھے مجھے پیش کئے میں نے فالفور وہی ٹکڑے ماسوائے ایک کے ان اولیائے کرام کو دے دیئے جو ایوان کسریٰ میں موجود تھے اور ایک ٹکڑے کا کھانا معہ درویشوں کے تناول کیا، اسی طرح ایک مرتبہ بھوک کی وجہ سے دریا کے کنارے تشریف فرما ہوئے تاکہ پتوں سے ہی پیٹ بھر لیا جائے مگر وہاں درویش طلباء کے انبوہ کثیر کو دیکھ کر واپس آگئے" قلائد الجواہر "میں لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ یعقوبہ گاؤں میں چندہ لینے چلے گئے جہاں پر شریف یعقوبی ولی کامل موجود تھے جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر فرمایا "بیٹا مریدان حق مانگا نہیں کرتے" چنانچہ مابعد تادم زیست چندہ کے لئے کبھی نہ گئے۔

مختلف مشاہدات : بغداد شریف میں تعلیم کی تکمیل کی، اور مابعد عبادات کے دور کا آغاز ہو گیا پچیس سال اسی طرح بسر کئے، چالیس سال تک عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز ادا کی، بے شمار راتوں میں پلک کو پلک سے نہ ملنے دیا، نیند کا غلبہ ہو جاتا تو ایک پاؤں پر کھڑے ہو جاتے اور اکثر نوافل میں قرآن مجید ختم کر دیتے، عبادات و ریاضت اور صحرا نوردی کی خلوتوں میں عرصہ دراز بسر کیا۔ ایک دفعہ بغداد شریف سے باہر ویرانوں کی طرف چلے گئے لیکن ایک آواز سنائی دی "واپس لوٹ جاؤ تم سے مخلوق کو فائدہ پہنچے گا"۔ واپس تشریف لے آئے، دوسرے روز حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی جنہوں نے فرمایا کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے۔ دعا یہ تھی کہ کاش کسی مرد خدا سے ملاقات ہو جائے "پھر شیخ حماد کی صحبت میں اکتساب فیض کیا قاضی ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ظاہری و باطنی استفادہ فرمایا اور خرقہ خلافت بھی حاصل کیا یہ "قلائد الجواہر" کے حوالے سے ہے۔

شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد مکرم سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو سنا کہ فرماتے تھے

"میں ایک مرتبہ سیاحت کے سلسلے میں جنگل کی طرف چلا گیا، کئی روز تک پانی میسر نہ آسکا پیاس کی شدت محسوس ہو رہی تھی اچانک ایک بادل نمودار ہو گیا جس نے مجھ پر سایہ کر دیا اس میں ایک تری جیسی چیز مجھ پر اتری، جس سے میں سیراب ہو گیا، مابعد ایک نور دیکھا جس سے ایک کنارہ آسمان منور ہو گیا اور ایک صورت ظاہر ہوئی جس نے مجھے اس طرح کہا کہ "اے عبدالقادر! میں تیرا پرودگار ہوں میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دیں جونہی میں نے یہ الفاظ سنے فوراً کہا اعوذ باللہ من الشطین الرجیم اے یعنی! دور ہو جا اس کے بعد وہ روشنی اندھیرے میں تبدیل ہو گئی، پھر مجھ سے اس طرح مخالف ہوا "اے عبدالقادر! تو مجھ سے حکم الٰہی اپنے علم کی بدولت اور اپنے منازلات کے احوال کی واقفیت کے سبب بچ گیا میں نے اس طرح کے واقعہ سے ستر ولیوں کو گمراہ کیا"۔

اس پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے رب کا فضل و احسان ہے۔

حضرت شیخ نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ مصنف "بہجۃ الاسرار" صفحہ ۱۲۰ میں شیخ ابو نصر سے مروی کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی طرح پہچان لیا کہ وہ شیطان ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کے اس قول "میں نے تیرے واسطے حرام چیزیں حلال کر دیں" سے۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور قصیدے میں ریاضت کا وقت پچیس سال تحریر فرمایا ہے جس کی تصدیق ف "بہجۃ الاسرار" صفحہ ۸۵ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ہوتی ہے "میں پچیس سال عراق کے صحراؤں میں رہا اس کیفیت سے نہ میں کسی کو جانتا تھا اور نہ مجھے کوئی جانتا تھا"۔

خوش زمزمہ گوشہ تنہائی خوشیم از جوش و خروش گل و بلبل خبرم نیست

مجاہدات و ریاضات کے سلسلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے "ریاضت، مجاہدات اور نفس کشی میں کوئی ایسا طریق نہ تھا جسے میں نے باقی چھوڑ دیا ہو میں گونگا اور مجنوں مشہور ہونے لگا تھا"۔

"سفینۃ الاولیاء" مولفہ دارا شکوہ صفحہ "۶۳" میں شیخ لقائن بطو رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت ہے کہ ایک دن غوث الثقلین حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری کے لئے گئے

دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مزار سے باہر تشریف لے آئے اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بغل گیر ہو رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے عبد القادر! میں علم شریعت، علم حقیقت اور علم طریقت میں تیرا دست نگر ہوں۔

تبلیغ اسلام: حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک تبلیغ اسلام کا عظیم کارنامہ سر انجام دیا اور اسلام کی فکر و تہذیب کو جلا بخشی، سینکڑوں کی تعداد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ تھے، انداز خطابت نہایت ہی موثر تھا یہاں تک کہ سامعین روتے روتے بے ہوش ہو جاتے، اکثر اجتماع ستر ہزار کے لگ بھگ ہو جاتا یہاں تک کہ اگر غیر مسلم شریک مجلس ہوتے تو مشرف بہ اسلام ہو کر مراجعت کرتے کیوں نہ ہو آپ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ جس دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مسند ولایت پر متمکن ہوئے روحانی زوال کا دور دورہ تھا۔ بے حیائی، فحاشی، عظمت، عیش پرستی، خدا فروشی اور الحاد اپنے عروج پر تھا عوام الناس ناجائز فطری لذتوں کی طرف راغب تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ مواعظ حسنہ میں فلاح دارین کا درس دیا کیونکہ یہی سر چشمہ اسلام ہے۔

حضرت محبوب سبحانی سر تاج الاولیاء کا اسوہ حسنہ مسلمانان اسلام کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے درس و تدریس سے فرزندان توحید کے دلوں پر عظمت اسلام کی دھاک بٹھا دی تھی جس کی مثال مشکل ہے۔ ہزاروں یہودی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جلا بخشی گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر لمحات تبلیغ اسلام کی نظر ہو جاتے آواز اور دعوت فکر و عمل میں وہ کیف روحانی تھا کہ مجمع اٹھنے کا نام تک نہ لیتا۔ خلفاء اور سلاطین کے دل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اس حد تک احترام تھا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہیبت سے لرزہ بر اندام ہو جاتے غیر منظم قوم میں نظم و اتفاق پیدا کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا طرہ امتیاز تھا، یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۲۱ھ میں بقول حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ مبارک میں لعاب دہن ڈالا تھا جس کے بعد تقاریر کا آغاز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔

خلیفہ وقت کا تائب ہونا: سلاطین کو ان کے فرائض کا احساس دلایا گیا خلیفہ المقتفی بامر اللہ بڑے اقتدار و سطوت کا مالک تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف مختلف تدابیر، کینہ توزی اور حسد میں ہمہ تن

مصروف رہتا۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس کو ذاتی معاملات میں بھی ملال نہ ہوتا لیکن جب ظلم واستبداد کینہ توزی کو اس نے حد سے بڑھا دیا تب آپ ﷺ نے اس کے خلاف آواز بلند فرمائی جس سے ہیجان برپا ہو گیا، خلیفہ بوکھلاہٹ کے عالم میں اپنے وزیر ابن ہبیرہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ حضرت غوث الثقلین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرے کہ یہ تعرض مناسب نہیں۔ چنانچہ وہ حاضر ہوا آپ ﷺ نے اسی وقت ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس کی بھی سرکشی بدستور رہی تو ایک دن اس کا بھی سر قلم کر دیا جائے گا ابن ہبیرہ بڑا زیرک، معاملہ فہم اور دوراندیش وزیر تھا فوراً بھانپ گیا کہ حضرت غوث اعظم ﷺ روحانی طور پر اس کا علم ہے اس نے خلیفہ کو واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا کہ حضرت نے یہ ارشاد فرمایا ہے اور اسے کہہ دیا کہ اس کی تلافی کیجئے ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ خلیفہ نے حاضری دی اور تائب ہو گیا اسی طرح ایک دفعہ خلیفہ مستنجد باللہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اشرفیوں کی دس تھیلیاں نذرانے کے طور پر پیش کیں آپ ﷺ نے ایک کو دائیں ہاتھ میں اور دوسری کو بائیں ہاتھ میں لے کر دبایا ان میں سے خون ٹپکنا شروع ہو گیا فرمایا اے ابوالمظفر! خدا سے تمہیں شرم آنی چاہئے کہ تو مخلوق کا خون چوستا ہے خلیفہ پر یہ سنتے ہی بے ہوشی طاری ہو گئی، آپ نے دوبارہ اسے فرمایا کہ اگر مجھے سرور عالم ﷺ سے نسبت نہ ہوتی تو میں انہیں اس قدر نچوڑتا کہ خون بہہ کر محل تک چلا جاتا۔

کشف و کرامات : ایک دفعہ ایک چور آپ ﷺ کے مکان میں نقب زنی کے لئے آیا تو قدرتی طور پر اس کی بینائی زائل ہو گئی۔ اس اثناء میں حضرت خضر علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی ابدال وقت کا انتقال ہو گیا ہے اس سلسلے میں حکم صادر فرمایئے۔ نظر عنایت دیکھئے، آپ ﷺ نے نظر کیمیا اثر سے چور کو ابدال کر دیا، آپ ﷺ کے بلند و برتر مقام کے سلسلے میں کسی نے حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت فرمایا جنہوں نے جواباً فرمایا کہ آپ ﷺ کو وہ مقام نصیب ہوا ہے جو کسی کو بھی نہیں مل سکا، اغواث و اقطاب میں وہ مرتبہ یکتائی حاصل تھا کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، حقیقت حال تو یوں ہے کہ آپ ﷺ کی عظمت کو دنیا کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک ہر ایک نے تسلیم کیا ہے جو مقام آپ ﷺ نے حاصل کیا وہاں تک کسی ولی،

غوث، قطب، ابدال کی رسائی نہیں ہو سکی۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(۲) شیخ ابو المظفر اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ علی ہیتی علیل ہو گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ایک جگہ جہاں کھجور کے درخت سوکھ چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وضو فرمایا اور دو رکعت نماز نفل ادا کی کہا جاتا ہے کہ ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ ہر وہ درخت سر سبز و شاداب ہو گئے ایسے کاملین سے اسی قسم کی کرامات کا ظہور بعید از قیاس نہیں۔

(۳) شیخ عمر بزاز فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد عالی ہے کہ مجھے پریشانی کے عالم میں جو بھی کوئی یاد کرے میں اس پریشانی میں اس کی مدد کر کے اسے نجات دلاتا ہوں۔ قصیدہ غوثیہ میں بھی ایسا ہی تحریر ہے۔ شیخ ابو سعید عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری لڑکی فاطمہ جس کی عمر سولہ سال کی تھی، اچانک چھت پر سے غائب ہو گئی۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج رات محلہ خراب کرخ میں پہنچ کر زمین پر ایک دائرہ لگا لینا اور بسم اللہ علی نیت عبدالقادر پڑھنا جب کافی رات گزر جائیگی تو جنات کے گروہ در گروہ آئیں گے لیکن خوف زدہ نہ ہونا اور آخر کار ان کا سالار بھی حاضر ہو گا اور جب وہ مدعا دریافت کرے تو بتا دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب لڑکی کے بارے میں کہا گیا تو اس میر کارواں نے کہا کہ لڑکی حاضر کرو چنانچہ ایک جن لے کر حاضر ہوا جب اس سے پوچھا گیا کہ اس نے ایسا کیوں کیا تو اس نے کہا کہ وہ پسند آگئی تھی۔ اس پر اس کا سر قلم کر دیا گیا اور لڑکی ان کے حوالے کر دی گئی۔

(۴) روایت ہے کہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری بیوی مرگی کے عارضہ میں مبتلا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب جب اسے یہ شکایت ہو تو اس کے کان میں یہ کہنا اے خانس! شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں قیام پذیر ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تو باز نہیں آئے گا تو تجھے ہلاک کر دیا جائے گا، اس شخص کا بیان ہے کہ پھر کبھی ایسا دورہ لاحق نہ ہوا البتہ امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد کسی کو بھی یہ عارضہ لاحق نہ ہوا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے بعد کچھ لوگوں کو ایسی شکایت ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جو کرامات سرزد ہوئی ہیں وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ہیں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں۔

از ولی خارقے کہ مسموع است معجزہ آں نبی، متبوع است

(۵) شیخ عمر کیانی اور بزاز وعدی بن مسافر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بارش شروع ہو گئی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے بارش کی وجہ سے سامعین جانے شروع ہو گئے، آپ رضی اللہ عنہ نے چہرہ اقدس آسمان کی طرف کر کے عرض کی "میں تو جمع کرتا ہوں اور تو پراگندہ کرتا ہے" پس مجلس پر بارش بند ہو گئی اور مدرسہ کے باہر بدستور ہوتی رہی۔

(۶) کہتے ہیں کہ ایک روز شیخ ابو حفص عمر بن صالح حداوی اپنی اونٹنی کو لیکر آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضۃ الرسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جانا چاہتا ہوں لیکن یہ اونٹنی چل بھی نہیں سکتی۔ یہی میرا اسارا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فوری طور پر اپنا ہاتھ مبارک اس کی پیشانی پر رکھا اور پاؤں مبارک کو اس اونٹنی پر مارا شیخ ابو حفص عمر بن صالح حداوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ اونٹنی برق رفتاری کی طرح چلتی تھی۔

(۷) کہا جاتا ہے کہ ہمدان کی ایک عورت آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے فرزند کو فرنگی پکڑ کر لے گئے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے اسے صبر کی تلقین فرمائی ماں کی ممتا اپنے فرزند ارجمند کی جدائی برداشت نہ کر سکی۔ پھر عرض رساں ہوئی آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ جل مجدہ، کے حضور میں دعا کی کہ اے اللہ جل جلالہ، اس کی بیڑیاں کھول دے اور اسے رہائی عطا فرما پھر فرمایا کہ گھر لوٹ جا جب وہ گھر واپس آئی تو اس کا بیٹا موجود تھا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ابھی قسطنطنیہ میں ہی تھا اور اس کے پاؤں میں بیڑیاں تھیں لیکن یکایک کسی نے میری امداد فرمائی اور میں یہاں پر آگیا ہوں اس پر وہ حضرت سید غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا امر الٰہی سے کیوں تعجب کرتی ہو، اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقاصد میں یقیناً تصرف عطا فرمایا ہے اور سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی ہے

کلا نمد هولا وهولا من عطاء ربك و ما كان عطا ربك محظورا

ترجمہ :۔ ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی تمہارے رب کی عطا سے اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔

(۸) مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور حکومت میں روس البلاد لاہور میں ایک ہندو اور ایک بد عقیدہ

شخص رہا کرتا تھا ہندو (جو اس کا ہمسایہ تھا) بیوی نہایت حسین و جمیل تھی اور یہ بد عقیدہ اس پر شیدا و فریفتہ تھا، ایک روز ہندو اپنی بیوی کے ہمراہ سسرال جانے کے لئے روانہ ہوا بد عقیدہ چونکہ موقع کی تلاش میں تھا اس لئے گھوڑے پر سوار ہو کر برق رفتاری کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ سفر کی وجہ سے آپ تھک چکے ہوں گے اس لئے گھوڑے پر سوار ہو جائیں، ہندو نے انکار کر دیا اس پر اس نے کہا کہ اپنی بیوی کو بٹھا دیجئے لیکن بیوی نے بھی انکار کر دیا بد عقیدہ شخص نے کہا کہ آپ کے ساتھ دھوکا نہیں ہوگا اس پر اس نے ضمانت طلب کی، ہندو کی بیوی نے کہا کہ مسلمانوں کے "بڑے پیر" کی اگر یہ ضمانت دے تو ہمیں منظور ہے بد عقیدہ نے اس کو تسلیم کر لیا چنانچہ وہ عورت گھوڑے پر سوار ہو گئی کچھ مسافت طے کرنے کے بعد بد عقیدہ نے اس کے خاوند کو قتل کر دیا اور خود گھوڑے کو سرپٹ دوڑانا شروع کر دیا اس پر وہ عورت جو خوبصورتی میں اپنی مثال تھی، بہت ہی پریشان ہوئی اسی سراسیمگی کے عالم میں وہ حضرت پیران پیر ﷺ کو امداد کے پکار رہی تھی اور یہ بد عقیدہ شخص اس کا تمسخر اڑا رہا تھا کہہ رہا تھا کہ ان کے وصال کو تو کئی صدیاں گزر چکی ہیں وہ تیری کیا مدد کریں گے؟ یہ کہنا ہی تھا کہ دو نقاب پوش سوار پیچھے سے آتے ہوئے دکھائی دیئے ایک نے گھوڑے کے پاس آتے ہی تلوار کے ساتھ اس عقیدہ شخص کا کام تمام کر دیا اس کو واصل فی النار کرنے کے بعد وہ دونوں عورت کو ساتھ لیکر اس مقام پر پہنچے جہاں پر اس کے خاوند کی نعش تھی ایک نے سر اور دھڑ کو جوڑ دیا اور شاہ سوار نے ایک ٹھوکر ماردی جس سے مقتول زندہ ہو گیا اور یہ دونوں اپنے شہر واپس آگئے، بد عقیدہ کے رشتہ داروں نے گھوڑا دیکھ کر قتل کے الزام میں اس کے خاوند کو گرفتار کرادیا، مقدمہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی عدالت میں پیش کیا گیا ملزم سے عینی شاہد کے بارے میں دریافت کیا گیا اس پر اس کی بیوی نے کہا کہ وہاں نقاب پوشوں کے ہمراہ جو صاحب تھے وہ گل محمد شاہ مجذوب کے ہم شکل تھے چنانچہ گل محمد شاہ مجذوب کو طلب کیا گیا اور اس کے واقعہ کے بارے میں پوچھا گیا اس نے تین تھاپیوں کے نشان دکھائے جو ایک نقاب پوش نے واپس چلنے سے قبل اس کی پیٹھ پر لگائے تھے اس سے اس واقعہ کا ثبوت فراہم ہو گیا چنانچہ مہاراجہ نے اس عورت کے شوہر کو بری کر کے بیش بہا انعام دیا یہ واقعہ مناقب غوث اعظم ﷺ کے حوالے سے تحریر کیا گیا ہے۔

ابن تیمیہ کا اعتراف کرامات : سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ابن تیمیہ نے اعتراف کیا ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات حد تواتر کو پہنچتی ہیں بالخصوص مردہ دلوں کی مسیحائی میں ان کو بہت شہرت حاصل ہے۔

دستر خوان : غرباء اور مساکین کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دستر خوان نہایت ہی وسیع تھا لیکن خود بڑی سادہ اور کم غذا کھاتے تھے، ہفتہ میں دو شنبہ اور جمعہ کو کھانا تناول فرمایا کرتے۔ بعض راوی بیان کرتے ہیں کہ خود بلا نمک کے کھانا کھاتے کھانے میں مرغن غذاؤں کو چھوڑ دیا کرتے کبھی کبھی پر تکلف دعوت کو بھی قبول فرمالیا کرتے۔

حلیہ مبارک : معتبر اور مستند کتب میں حلیہ مبارک اس طرح ہے نحیف جسم، میانہ قد، کشادہ سینہ، بلند پیشانی، گندمی رنگ، دونوں بھویں ملی ہوئی آواز بھاری اور بلند تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تاجر حضرات قیمتی ملبوسات لاتے، عمدہ ہونے کے باوجود پوشاک ایک دن سے زیادہ زیب تن نہ کرتے پھر اسے محتاجوں میں تقسیم کر دیتے، ہر روز غسل کے بعد خوشبو لگا کر عبادت وریاضت میں مشغول رہتے ہمیشہ باوضو رہنا پسند فرماتے۔

باطنی کمالات : حسن باطنی کے ساتھ کمال درجے کا حسن ظاہری بھی رب العزت کی طرف سے ودیعت ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس کے بارے میں تمام کتابیں متفق ہیں کہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ بے حد وجیہہ وجمیل تھے اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خوش گفتار، خوش اطوار اور پیکر حلیم وحیا تھے لیکن رعب و ہیبت اور جلال کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وعظ وغیرہ کی مجالس میں انتہائی سکوت و سکون اور نظم وضبط ہوتا تھا۔ شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ میں آنحضرت، انبیاء علیہم السلام اور جن وملائکہ کو قطار در قطار اور صف بہ صف دیکھا ہے، مسند خلافت پر متمکن رہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ اسلام کو اپنا شعار بنایا اور ہمیشہ اس میں ہمہ تن مصروف رہے، درس وتدریس کے سلسلے کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا باطل قوتوں کے خلاف یہی ایک بہت بڑی تحریک اور جدوجہد تھی۔ ہزاروں طلباء نے ذہنی وقلبی تشنگی بجھائی اور ان کو بعدہ، باقاعدہ احکامات وروایات کے ساتھ مختلف علاقوں میں

روحانی مشن کی تکمیل کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ قصیدہ غوثیہ میں مریدین کے بارے میں اس طرح ارشاد ہے

مریدی ھم و طب و اشطح و غنی و افعل ماتشا فالاسم عالی

ترجمہ :۔اے میرے مرید عشق الٰہی سے سرشار ہو جاؤ خوش رہو، بے باک ہو جاؤ، مست ہو کر گاؤ جو کرنا چاہتے ہو کرو یعنی جس قدر ریاضت تزکیہ نفس اور عبادت کرنا چاہو کرو کیونکہ میرا نام بلند ہے۔

مریدی لا تخف واش فانی عزوم قاتل عند القتال

ترجمہ :۔اے میرے مرید مت ڈر کیونکہ میں اولوالعزم ہوں اور دشمن کو قتل کرنے والا ہوں۔

تصانیف : آپ ؒ کی معرکتہ الآراء تصانیف درج ذیل ہیں۔

(۱) غنیۃ الطالبین (۲) فتوح الغیب (۳) سر الاسرار (۴) جلاء الخواطر فی الباطن والظاہر (۵) الفتح الربانی (۶) حزب بشائر الخیرات (۷) یواقیت الحکم۔

غنیۃ الطالبین "میں آپ ؒ کی زندگی کے حالات تفصیلی طور پر درج ذیل ہیں اس کے علاوہ ارکان اسلام، شرعیہ مسائل، تصوف، مجاہدہ، توکل، حسن واخلاق، صبر ورضا وغیرہ پر مکمل طور پر بحث کی گئی ہے آپ ؒ نے جس طرح دین اسلام کو زندہ کیا اسی نسبت سے آپ ؒ محی الدین کے لقب سے مشہور ہوئے آپ ؒ نے مسائل ومعاملات، احکام، شریعت، مدرسوں کا قیام، مساجد کی تعمیر، مواعظ حسنہ اور پند ونصائح کے ذریعے اسلام کو زندہ وتابندہ کر کے رسالت مآب ﷺ کے دین کو جلا بخشی۔

مرشد کامل کی پہچان : حضرت غوث الثقلین میراں محی الدین جیلانی ؒ نے مشائخ کرام کو جانچنے کا درج ذیل معیار تحریر فرمایا ہے۔ آپ ؒ فرماتے ہیں کہ جو اس معیار پر پورا اترے وہی ولی کامل یا مرشد حقانی ہو سکتا ہے اگر ان پر پورا نہ اتر سکے تو وہ مرشد نہیں شیطان ہے۔

(۱) شریعت مصطفوی ﷺ کا عالم وماہر ہو۔

(۲) معرفت کا رمز شناس ہو۔

(۳) اعلیٰ اخلاق کا حامل اور مہمان نواز ہو۔

(۴) غرباء کے ساتھ انکسار سے پیش آئے۔

(۵) ریا، لالچ، حسد، خود پسندی، غفلت اور عیش و عشرت سے دور رہتا ہو اور مریدین باصفا کو روحانی تربیت دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

اللہ جل مجدہ، جن مخلصین کو درج بالا خوبیوں سے سرفراز فرمائے۔ان کی سعادت و عظمت کا کوئی ہم پلہ نہیں بے شک ظاہری نام و نمود، شان و عظمت جبہ و دستار کیسی ہی کیوں نہ ہو، اسلام میں اس کے لئے کوئی فضیلت اور مقام نہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل مطلوب و مقصود صرف اسلام کی بقاء اور انسانیت کا فروغ تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات ماضی، حال، مستقبل میں طالبان ہدایت کے لئے مشعل راہ اور مینار روشنی کا کام دیتی ہیں۔

ابن آدم کی حقیقت :رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے کہ "ابن آدم ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا بدن سنور ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے سن لو کہ وہ قلب ہے" قلب کا سنورنا پرہیزگاری حق تعالیٰ پر توکل اور اس کی توحید و اعمال میں اخلاص ہوتا ہے اس کا بگڑنا ان خصلتوں کے مفقود ہونے کے باعث ہے، قلب کی مثال بدن کے اندر سی ہے قلت میں توکل، خوف سے تقویٰ اور رضا بر قضا ہونی چاہئے اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا ہو جائے تو اس کی اطاعت کرو۔اپنے نفس کی نصیحت کرو مابعد دوسروں کی اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو وہی راغب کر سکتا ہے جس کو اللہ کی پہچان ہو حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو کچھ میں تیرے لئے کرتا ہوں بہتر کرتا ہوں، سچا مومن، نفس شیطان اور اپنی خواہش کی اطاعت نہیں کرتا دنیا کو ذلیل سمجھ کر آخرت کا طالب بنتا ہے۔اصل توحید اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے ایسی اطاعت محبّ کو صرف محبوب کی رضا سے حاصل ہوتی ہے۔

وصال صد ملال : شیخ ابوالقاسم احمد البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۲۹ رمضان المبارک ۵۶۰ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے میں شیخ عبدالقاہر سہروردی اور دیگر مشائخ کرام حاضر خدمت تھے۔اچانک ایسے معلوم ہوا جیسے کوئی فرما رہا ہے "اے اللہ کے ولی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہو رہا ہوں" یہ میری آخری ملاقات ہے چنانچہ اگلے سال رمضان المبارک تک بقید حیات نہ رہے بلکہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو خاندان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ چشم و چراغ کروڑوں بندگان خدا کا ملجا و ماوی کل من علیہا

فان پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے بے شمار محبین کو داغ مفارقت دیکر اللہ جل مجدہ کو پیارے ہو گئے ،انتقال پر ملال سے قبل اپنے فرزند ارجمند حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو پند و نصائح سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ اے فرزند! ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنا اس کے علاوہ کسی سے نہ ڈرنا، خود کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور کسی سے امید وابستہ نہ کرنا، رضائے الٰہی پر راضی رہنا ہمیشہ توحید کی تعلیم دینا، دل کو خدا سے لگانا، شان جیلان رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد عالی کا اگر بغائر مطالعہ کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ قلبی و ذہنی شیفتگی اور وابستگی کے لئے اس نسخہ کیمیا کی مثال ملنی مشکل ہے، اس پر عمل پیرا ہونے سے خوف آخرت، خوف خدا اور شریعت اسلامیہ کے تقدس کا زندہ احساس دل میں جاگزیں ہوتا ہے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حضور میں اس طرح نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

نود سال حیاتش بود ، تفصیلش ز من بشنو ۔ بہ ہژدہ سال از جیلاں بہ بغداد آمدہ دانی
پئے تحصیل علمی ہفت سال اندر شمار آمد ۔ بہ بست و پنج سالش انقطاع از خلق ربانی
چہل سالہ بہ دعوت سوئے حق خواندان خلائق را
حساب عمر ایشاں بود من گفتم بہ آسانی

”تفریح الخواطر“ میں سال ولادت باسعادت، وصال صد ملال اور عمر شریف کے بارے میں کس احسن انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

ان باز اللہ سلطان الرجال جاء نی عشق توفی فی کمال

بے شک اللہ کے باز اور اولیاء اللہ کے سلطان عشق میں آئے اور کمال میں وصال صد ملال ہوا حروف ابجد کے حساب سے کلمہ عشق کے عدد چار صد ستر اور ”کمال“ کے اکانوے ہیں جو عمر شریف ہے کلمہ عشق کو جب کلمہ کمال کے ساتھ ملا دیا جائے تو پانچ صد اکسٹھ ہو جاتے ہیں وہی تاریخ وصال مبارک ہے۔

اولاد : ”فوات الوفیات“ جز ثانی صفحہ ۳“ میں آپ کے فرزند ارجمند عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ بات تحریر شدہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں انچاس بچے ہوئے جن میں سے بیس لڑکے اور باقی لڑکیاں ہیں۔

آستانہ عالیہ سے کسب فیض : حضرت غوث الثقلین میراں محی الدین شیخ عبدالقادر

جیلانی ﷺ بڑے بلند پایہ ولی کامل ہی نہیں تھے بلکہ بہت بڑے خطیب اور ملت اسلامیہ کے مصلح اعظم تھے۔ ملت اسلامیہ کے لئے جو آپ ﷺ نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں انہیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ آج بھی آپ ﷺ کا مزار مقدس اہل ارادت و عقیدت کے لئے مرجع خلائق ہے۔ غوث، قطب، ابدال، اوتاد، قلندر حاضری دیتے ہیں اور روحانی فیض سے مستفید ہوتے ہیں، دنیاوی شہنشاہ بھی اسی در کی دریوزگری کو اپنے لئے باعث برکت گردانتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی پابندی: اگر ہم حضرت سیدنا غوث اعظم ﷺ سے عقیدت رکھتے ہیں تو ہمیں بھی ملت اسلامیہ سے ہمدردی اور مفاد پرست حضرات سے الگ تھلگ رہنا چاہیے۔ تبلیغ اسلام کو زندگی کا شعار بنانا چاہئے اور فی سبیل اللہ فساد سے کلی طور پر احتراز کرنا چاہئے بدکاریوں اور برائیوں سے یکسر بچنا چاہئے، ان کا مداوا بھی اسلامی تعلیمات کی اشاعت ہے۔ یہی صحیح معنوں میں حضرت غوث الثقلین سے سچی الفت اور محبت کا طریقہ ہے۔ موجودہ دور میں بلند بانگ نعروں کے بل بوتے پر کوئی بھی زندہ نہیں رہ سکتا، بلکہ حقائق کو سنجیدگی اور خندہ پیشانی سے سوچنا چاہئے، احتساب نفس اور مشرکانہ عقائد سے بے تعلقی رکھنی چاہئے کیونکہ اللہ مجدہ اسی کی اعانت فرمائیں گے جن کے دل میں خلوص، طلب صادق اور سعی کامل کے جوہر بدرجہ اتم ہوں مجاہدین کی اولاد ہونا اپنی جگہ، لیکن عمل کے میدان توشہ آخرت اعمال صالحہ سے ہی ہے۔ ہمیں اسوہ غوث اعظم ﷺ پر عمل پیرا ہونا چاہئے کیونکہ اگر اعمال ایسے نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم سراسر دین و شریعت کے خلاف حرکات کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ سے سچی محبت شریعت مطہرہ کی صحیح اتباع میں ہے اس لئے اگر ہم قلب سلیم اور خلوص کے ساتھ امت مسلمہ کی ساکھ اور آبرو کو وقار انداز سے دیکھنا پسند کرتے ہیں تو فروغ اسلام کے لئے جدوجہد اور سعی کامل کی تدابیر پر گامزن ہونا چاہئے جس سے باغ اسلام میں بہار صحیح معنوں میں آسکے گی آپ ﷺ ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ "حکام قرآن وحدیث پر عمل کرو اس سے تمہیں حقیقی منزل کی آگاہی ہوگی اور محسن انسانیت کا قرب نصیب ہوگا چونکہ حضور سرور دو عالم ﷺ سے محبت ایمان والوں کے دلوں کو خوشبودار اور معطر بناتی ہے جس کو یہ دولت حاصل ہو جائے اسے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہئے

ارشادت عالیہ :

تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔

دنیا کی محبت سے خاصان خدا کو پہچاننے والی آنکھ رہتی ہے۔

گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے کوشش کر کہ گفتگو کی ابتدا تیری طرف سے نہ ہو اور تیرا کلام اس کا جواب بنے۔

خالق کا مقرب وہی ہے جو مخلوق پر شفقت کرتا ہے۔

بے ادب خالق و مخلوق دونوں کا معتوب و مغضوب ہے۔

موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔

اہل اللہ کے نزدیک مخلوق بمنزلہ اولاد کے ہے۔

مقتدائے امت کی بجائے مقتدی بن۔

تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔

بہترین عمل دوسروں کو دینا ہے نہ کہ دوسروں سے لینا۔

خلوت میں خاموشی مردانگی نہیں، جلوت میں خاموش رہ۔

مومن اپنے اہل وعیاں کو اللہ جل مجدہ پر چھوڑتا ہے اور منافق اپنے درہم ودینار پر۔

مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اس کا ایمان طاقتور ہے۔

قول بے عمل اور عمل بے اخلاص ناقابل قبول ہے۔

صبر اختیار کر کیونکہ دنیا تمام تر ہی آفات و مصائب کا مجموعہ ہے۔

پہلے علوم حاصل کرو پھر مجاہدات وریاضت میں ہمہ تن مشغول ہو جاؤ۔

اگر تنہائی یا گوشہ نشینی اختیار کرنی پڑے تو تکمیل سلوک کے لئے نہایت ہی بہتر اور موزوں ہے۔

بے علم عابد کے کام سنورنے کی بجائے بگڑتے ہیں علم لدنی اسی کو عطا ہوتا ہے جو اپنے علم پر عامل ہوتا ہے

شریعت مصطفوی ﷺ کو ہمیشہ مقدم رکھو اور اس کا دامن مضبوطی سے پکڑو۔

اللہ جل مجدہ سے ہر وقت ڈرو اور اس کی اطاعت ویاد میں ہمہ وقت مشغول رہو۔

ہمیشہ اپنے سینوں کو حسد و کینہ توزی سے یکسر خالی رکھو۔

اس بات کا دعویٰ نہ کرو جو تم میں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں اگر کسی کا کچھ ضائع ہو جائے تو گھبرانا نہیں چاہئے کیونکہ وہ ذات اقدس اس کا نعم البدل عطا کر دیتی ہے۔

فقر اور درویشی صحیح معنوں میں اختیار کرو۔ اس میں نام و نمود یا ظاہری نمائش سے اجتناب ہی بہتر ہے۔ تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے سخاوت حضور ابراہیم ، رضا حضرت اسحاق، صبر حضرت ایوب، اشارت و مناجات حضرت زکریا ، تجرد و تضرع حضرت یحییٰ، صوف حضرت موسیٰ علیہم السلام کا، فقر سرور کائنات حضور پر نور محمد مصطفیٰ ﷺ۔

جو چیز دل میں گزرے اسے خطرہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور قلب کے چھ خطرے ہیں۔

(۱) خطرہ نفس (۲) خطرہ نفس (۳) خطرہ فرشتہ (۴) خطرہ روح (۵) خطرہ عقل (۶) خطرہ یقین۔

حقیقی فقر یہ ہے کہ تو خلقت کا محتاج نہ ہو اور اگر حقیقی تونگری یہ ہے کہ تو خلقت سے بے نیاز ہوں۔

حضرات اہل سخن مشائخ کرام کا نذرانہ عقیدت : حضرت خواجہ خواجگان غریب نواز معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں اس طرح نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

یا غوث معظم نور ہدیٰ، مختار نبی، مختار خدا
سلطان، دو عالم، قطب علی، حیران ز جلالت ارض و سما

یا سرکار غوث پاک (قدس سرہ) آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس ہدایت کا نور اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے مختار اور دونوں جہانوں کے بادشاہ اور قطب اعلیٰ ہیں آپ کی جلالت دیکھ کر زمین و آسمان حیرانی میں ہیں۔

در صدق ہمہ صدیق وشی، در عدل عدالت چوں عمری
در کان حیا عثمان منشی، مانند علی با جود و سخا

آپ کی ذات اطہر صدق میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عدل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مثل کان حیا ہیں اور بلحاظ جود و سخاوت حضرت علی کرم

اللہ وجہہ، کی مانند ہیں از

از بس کہ قتیل نفس خودم بمار خجالت مند ولم

شرمندہ، سیاہ رو، منفعلم از فیض تو وارم چشم دوا

میرے نفس نے (مجھ پر انتہائی غلبہ پاکر) مجھے مار ڈالا ہے میں بمار شرمسار دل اور شرمندہ اور وسیاہ ہوں مجھے امید ہے حضور کے فضل وکرم سے میرے درد کی دوا مل جائے گی۔

معین کہ غلام نام تو شد دریوزہ گر اکرام تو شد

شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد وارو طلب تسلیم و رضا

معین جو کہ حضور کے نام پاک کا غلام آپ کے فضل وکرم کا بھکاری ہے اور آپ کی غلامی کا شرف حاصل ہونے کے باعث خواجہ بن گیا آپ کی تسلیم ورضا کا طالب ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس طرح رطب اللسان ہیں

قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین

جناب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تمام اہل صفا (روشن دل اولیاء اللہ) کے قبلہ ہیں اور اپنے مریدین و محبین کی ہر جگہ (عالم دنیا اور عالم عقبیٰ میں) امداد فرماتے ہیں۔

خاکپائے تو بود روشنی اہل نظر دیدہ را بخش ضیاء حضرت غوث الثقلین

یا جناب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پا اہل بصیرت کے لئے روشنی ہے (اپنی خاکپائے سے) میری آنکھ کو (بھی) منور فرمائیے۔

قطب مسکین بغلامی ورت منسوب است داغ مہرش بفزا حضرت غوث الثقلین

یا جناب غوث پاک! مسکین قطب الدین کو آپ کے در اقدس کی غلامی کا شرف حاصل ہے اس کی محبت میں اور بھی اضافہ فرمائیے۔

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

من آمدم بہ پیش تو سلطان عاشقاں ذات تو ہست قبلہ ایمان عاشقاں

اے عاشقوں کے بادشاہ (یعنی جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ) میں حاضر خدمت ہوا ہوں آپ رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس اہل محبت کا قبلہ ایمان ہے۔

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر دستم بگیر از کرم اے جان عاشقاں

آپ رضی اللہ عنہ کے سوا دونوں جہان میں کوئی دستگیر نہیں ہے از راہ کرم میری دستگیری فرمایئے آپ رضی اللہ عنہ عاشقوں کی جان ہیں۔

صابر خاک کوئے تو سر بر نہادہ ام زاں رو کہ ہست کوئے تو سامان عاشقاں

صابر نے اپنا سر حضور کے کوچہ کی خاک (پاک) پر رکھ دیا کیونکہ آپ کا کوچہ اقدس سامان عاشقاں ہے (جہاں عاشقوں کو راحت و آرام ملتا ہے اور وہ اپنی اپنی مرادیں پاتے ہیں)

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں

غوث اعظم دلیل راہ یقین بلیقین رہبر اکابر دیں

جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ راہ یقین کی دلیل اور بلا شک و شبہ بڑے بڑے بلند مرتبہ بزرگان دین کے رہنما ہیں

اوست در جملہ اولیاء ممتاز چوں پیمبر در انبیاء ممتاز

جس طرح حضور سرور دو عالم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام میں ممتاز ہیں اسی طرح سرکار غوث اعظم قدس سرہ العزیز تمام اولیائے کرام و عظام میں بے مثال اور سرفراز ہیں۔ حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح عرض رساں ہیں۔

اے پیر جہانگیر کہ جان ہمہ کس دارد ز درت نیل مرادات ہوس

اے پیر جہانگیر (جن کے قبضے میں ساری دنیا کی سلطنت ہے) ہر شخص کسی دینوی نفسانی یا ذاتی مقصد حاصل کرنے کے لئے در دولت پر حاضر ہوتا ہے۔

بر خاک سر کوئے تو از صدق و صفا من از تو ترا طلبم اینم بس

لیکن یہ بندہ ناچیز آپ رضی اللہ عنہ کے کوچہ اقدس کی خاک پر سر نیاز رکھے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ کا طلب گار ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی خواہش نہیں۔

حضرت سید سخی شاہ محمد غوث نور اللہ مرقدہ آپ رضی اللہ عنہ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

صبا محسن ادب گو تو غوث اعظم را خدا سپرد بہ تو کار ہر دو عالم را

تو آں شہی کہ کنی رد قضائے مبرم را بری ز خاطر، ناشاد محنت و غم را

درج ذیل شعر جناب غوث اعظم قدس سرہ، نے اپنے بارے میں خود تحریر فرمایا ہے

افلت شموس الاولین و شمسنا ابدا علی افق العلی لاتغرب

گونم زکمال تو چہ غوث الثقلین محبوب خدا ابن حسن آل حسینا

ترجمہ :۔ ہم سے لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے افق پر رہے گا اور کبھی غروب نہیں ہو گا۔

ما تشنہ چو ماہی درو شت فتادیم اے ابر عطا بار تو بشتاب الینا

ترجمہ :یا حضرت غوث الثقلین ﷺ میں حضور کے کمالات کے متعلق کیا عرض کروں ؟ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آل ہیں۔ ہم اس مچھلی کی طرح پیاسے ہیں، جو دریا سے نکل کر صحرا میں تڑپ رہی ہو آپ ﷺ ابر کرم ہیں ازرہ شفقت ہم پر جلد ہی نزول باران رحمت فرما کر ہماری پیاس بجھائیں۔

بقیہ : تفسیر القرآن الحسنیہ

اللہ تعالیٰ صاف ستھرے معاشرے کو پسند فرماتا ہے۔

بعض بے ہودہ لوگ عورتوں کے ساتھ خلاف فطری طریقہ اختیار کرتے تھے تو اللہ جل جلالہ نے اس خلاف فطرت عمل سے ہی یکسر منع کر دیا۔ اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نیک اور صالح اولاد پیدا کی جائے نہ کہ اس امر کو خلاف فطرت استعمال کر کے ضائع کر دیا جائے۔ لہٰذا فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں۔ جس مناسب کیفیت سے تم ان سے مجامعت کرو جائز ہے۔ خلاف فطرت کام کرو اور یاد رکھو جتنے نیک اعمال یعنی اعمال صالحہ تم کرو گے تمہارے اپنے لئے ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور کوئی کام خلاف شریعت مطہرہ محمدیہ ﷺ کے نہ کرو کہ تم نے اللہ جل جلالہ کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ خواہشات نفسانی اور لذات شہوانی سے بچو تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں شرمندگی حاصل نہ ہو اور فرمانبردار رہو، اطاعت گذار مؤمن بن کر اس کے حضور میں پیش ہو تو تمہیں رضائے الٰہی کی بشارت نصیب ہو گی۔ (جاری ہے)

غزل

لیثؔ قریشی

اگر مجروح ذات خود نگر ہوتی ہے، ہونے دو
اذیت حاصل فکر و نظر ہوتی ہے، ہونے دو
بھرم ہی تو کھلے گا فصل گل کا، اور کیا ہو گا
ہجوم گل میں شبنم دیدہ ور ہوتی ہے، ہونے دو
بہت ہو گا تو یہ ہو گا کہ قیدی چھوٹ جائیں گے
اگر زنداں کی ہر دیوار در ہوتی ہے، ہونے دو
مرا شیوہ نہیں اخفاء راز آرزو کرنا
اگر سارے زمانے کو خبر ہوتی ہے، ہونے دو
شب عشرت گذرتی ہے، گذرنے دو، پھر آئے گی
سحر ہر شب کی قسمت ہے، سحر ہوتی ہے، ہونے دو
محبت کم نظر لوگوں کی آنکھوں میں کھٹکتی ہے
محبت کی نظر رسوا اگر ہوتی ہے، ہونے دو
اسے تو ایک دنیا سنتی آئی ہے زمانے سے
حکایت درد دل کی مختصر ہوتی ہے، ہونے دو
یہ دنیا ہے یہاں اپنے بھی کام آتے نہیں اکثر
یہ دیرینہ روایت معتبر ہوتی ہے، ہونے دو
مداوائے شکست دل کہاں ہے لیثؔ دنیا میں
دوا کیا اب دعا بھی بے اثر ہوتی ہے، ہونے دو

استفتاء

(قضاء عمری کی شرعی حیثیت)

مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزوی
مہتمم دار العلوم سبحانیہ حنفیہ حاجی آباد نزد شاہ عالم پل شکر پورہ روڈ پشاور

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں بعض لوگ نماز جمعہ کے بعد قضاء عمری نماز پڑھتے ہیں، کچھ لوگ اور بعض مولوی اس کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نماز قضاء عمری پڑھنا ناجائز، بدعت اور حرام ہے، اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ جبکہ دوسری طرف اکثر لوگ اس نماز قضاء عمری کو پڑھتے ہیں اور اس کو جائز، مستحسن اور باعث اجر و ثواب کہتے ہیں۔

مہربانی فرما کر اس نماز قضاء عمری کی شرعی حیثیت واضح فرما کر عوام الناس کو جو بڑی الجھن میں مبتلا ہیں نجات دیکر ثواب دارین حاصل کریں۔ نیز قضاء عمری نماز کی وضاحت بحوالہ کتب ارقام فرما کر مشکور فرماویں۔ بینوا و توجروا۔

المستفتی : ڈاکٹر محمد ایاز سکنہ گلوزئی دلہ زاک روڈ تحصیل و ضلع پشاور۔

الجواب

حامداً و مصلیاً و مسلماً ----- بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان المبارک کے آخری جمعہ کی نماز کے بعد جو لوگ نماز قضاء عمری پڑھتے ہیں شرعاً یہ بالکل جائز، کار خیر و ثواب اور مستحسن امر ہے۔ ادلہ شرعیہ سے کہیں بھی اس کی حرمت ثابت نہیں بلکہ نصوص قرآنی، احادیث نبوی ﷺ، اقوال و افعال سلف صالحین سے اس کا ثبوت موجود ہے۔ قضاء عمری کی مخالفت اگر عوام کرتے ہیں تو یہ ان کی جہالت کی بین دلیل ہے اور اگر بعض نام نہاد خود ساختہ کور چشم مولوی اس کو بدعت، حرام وغیرہ کہتے ہیں تو ان کی مثال خفاش یعنی چمگادڑ کی سی ہے جو بے

چارہ دن بھر کسی سوراخ میں گھسا رہتا ہے اور سورج کی شعاعوں، تابانیوں سے بے خبر رہتا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ناجائز اور بدعت تو وہ کام ہوتا ہے جس کا شریعت سے کوئی واسطہ نہ ہو اور اس کو دین میں داخل کیا جائے، حرام تو وہ چیز ہے جسے شارع ﷺ نے حرام قرار دیا ہو، ان خود ساختہ مولویوں کو کس نے یہ اختیار دیا ہے کہ یہ لوگ جائز کام کو حرام کرتے ہیں اور نہایت ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ نماز قضاء عمری کے لئے شریعت میں کوئی اصل نہیں، اصل سے واللہ عالم ان کی کیا مراد ہے؟

وضاحت: اس نماز کو قضاء عمری اس لئے کہتے ہیں کہ بمطابق بعض روایات اس سے چالیس سال کی اور بعض روایات کے مطابق ستر سال کی نمازیں صحیح ہو جاتی ہیں یعنی وہ نمازیں جو خشوع کے ساتھ نہ پڑھی گئی ہوں یا صحیح وقت پر ادا نہ کی گئی ہوں یا ان میں بوجہ ترک سنت یا ارتکاب مکروہ کوئی نقصان واقع ہوا ہو جبکہ یہ سب باتیں قیامت میں قبل باز پرس ہیں تو جو مؤمن مسلمان یہ نماز قضاء عمری پڑھ لیتا ہے تو رب ذوالجلال ارحم الراحمین ماہ رمضان المبارک کی فضیلت سے اور پھر سید الایام یوم جمعہ شریف کی برکت سے گذشتہ تمام پڑھی ہوئی نمازیں جن میں مندرجہ بالا تقصیرات اور نقصان واقع ہوئے ہوں باز پرس نہ فرمائے گا بلکہ ان تمام نمازوں کا مکمل پورا ثواب عطا فرمائے گا اور یہی ہے اس نماز قضاء عمری کا حقیقی مقصد۔ یہ مقصد ہرگز نہیں کہ کوئی مسلمان چالیس سال تک پنج گانہ نمازیں ادا نہ کرے اور قضاء عمری کی نماز پڑھ لے تو اس کے ذمہ سے تمام نمازیں ساقط ہو جائیں گی اور وہ بری الذمہ ہو جائے گا --- حاشا و کلا۔

اگر کسی سے نماز قضاء ہوئی ہو تو اس پر تو اس نماز کی قضاء فرض ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم اقیموا الصلوۃ نماز قائم کرو، اور حافظوا علی الصلوات --- الآیہ) نمازوں کی حفاظت کرو یعنی ان کے لئے اچھی طرح سے وضو کرو اور نمازوں کو وقت کے اندر باجماعت ادا کرو تو جس حکم سے نماز کی ادا واجب ہے اسی حکم سے قضاء بھی واجب ہے جیسے کہ "نور الانوار" میں ہے

والقضاء یجب بما یجب به الاداء عند المحققین یعنی نماز کی قضاء اسی دلیل سے واجب ہے جس سے ادا کا وجوب ثابت ہے اسی شرح میں ہے

ای القضاء یجب بالسبب الذی یجب الاداء عند المحققین - کشمس الائمہ و فخر الاسلام یعنی قضاء نماز کا پڑھنا واجب ہے اسی دلیل سے جس سے نماز کی ادا واجب ہے تو قضاء نماز پڑھنے کے لئے دلیل قول باری تعالیٰ ہے اقیموا الصلوٰۃ - الآیہ) اور یہ ہے مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا (نور الانوار صفحہ ۳۴) اور یہی اصل ہے شریعت میں قضاء عمری کی۔ تفسیر احمدی میں زیر آیت و یامرون بالمعروف ای الشیی الذی یستحسنه الشارع والعقل (و ینھون عن المنکر -- الآیہ) ای الشی الذی یستقحه الشارع والعقل اوی المعروف الطاعة المنکر المعاصی (تفسیر احمدی صفحه ۲۰۷)

ترجمہ: امر کرتے ہیں اچھے کاموں کی یعنی اس کام کی جو شارع کے نزدیک حسن ہے اور عقل سلیم کے نزدیک بھی حسن ہے اور منع کرتے ہیں برے کاموں سے یعنی اس چیز سے جو شارع علیہ السلام کے نزدیک قبیح ہے اور عقل کے نزدیک بھی۔

تنبیہ: اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مثبتین قضاء عمری راہ حق پر اور مفلحین ہیں اور مانعین قضاء عمری سراسر خسران میں واقع ہیں کیونکہ ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں کہ قضاء عمری شرعاً منہی عنہ ہے یا قضاء عمری فعل گناہ ہے یا شرعاً اور عقلاً قبیح ہے۔ "نور الانوار" میں ہے

فان الصلوٰۃ حسنة فی نفسها لاشتما بها علی فعال حسنة من الرکوع والسجود و غیرهما -- الیٰ آخرہ (نور الانوار، صفحه ٦١)

ترجمہ: یعنی نماز فی نفسہا حسن اور اچھا فعل ہے کیونکہ نماز افعال حسنہ کو مشتمل ہے جیسے رکوع و سجود اور جو دوسرے شروط ہیں جیسے طہارت ستر عورت وغیرہ اور نہی تقاضا کرتی ہے کہ منہی عنہ میں کوئی صفت قبیح ہو جیسے بغیر وضو نماز پڑھنا ممنوع ہے اور ظاہر ہے کہ ادا نماز مع الشرائط کلہا حسن ہے نہ کہ قبیح کیونکہ کوئی صفت اس میں قبیح نہیں بنابریں قضاء عمری نماز پڑھنا از روئے شریعت بالکل بلا چون و چرا جائز، درست اور باعث اجر و ثواب ہے (نور الانوار، صفحہ ٦١)

حضرت سراج الامت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سنن نماز ۴۳ ہیں اور بروایت "نور الایضاح" ۵۱ ہیں جیسے کہ تحریر ہے

فصل فی سننها وهی احدی و خمسون رفع الیدین للتحریمة --- الی آخرہ

(نور الایضاح صفحہ ٦٦)

ترجمہ: یعنی نماز کی سنتیں اکیاون ہیں اور مکروہات نماز کے اٹھاسٹھ ہیں جیسے کہ مذکور ہیں "کتاب الفقہ علی للمذاہب الاربعۃ" صفحہ ۶۲، ۲۴۸ پر، فی زمانہ جبکہ عوام الناس میں علم دین نایاب ہے اور مسائل نماز سے ناواقفیت بکثرت ہے تو ایسی صورت میں سنن نماز میں سے کسی ایک سنت کے ترک ہونے کا احتمال قوی تر ہے یا مکروہات میں سے کسی مکروہ کے مرتکب ہو جانے کا بھی امکان ہے، دونوں صورتوں میں نماز میں نقصان واقع ہو جاتا ہے جبکہ نمازی کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی کیونکہ بوجہ بے علمی وہ سنن مکروہات وغیرہ کو پہچانتا ہی نہیں --- اسی وجہ سے احتیاطاً سلف صالحین رحمہم اللہ نے نماز قضاء عمری رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں ادا فرمائی جبکہ روایات سے یہی ثابت ہے کیونکہ ماہ رمضان المبارک کی برکت اور پھر سید الایام یوم جمعہ شریف کی برکت سے اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مشروع کام کا ثواب چند در چند عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا نماز قضاء عمری رمضان المبارک کے آخری جمعہ شریف میں پڑھنا امر حسن ہے لہٰذا جملہ معترضین کے اعتراضات لایعبأ بہ ہیں۔ ہر کہ ومہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ ماہ رمضان المبارک اور یوم جمعہ شریف کا مقام نہایت ارفع و اعلیٰ ہے جیسے کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

و عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ ال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال یایها الناس قد اظلکم شهر عظیم شهر مبارك شهر فيه ليلة خير من الف شهر --- الحديث بطوله (مشكوة شريف صفحه ١٧٣)

ترجمہ: روایت ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن میں ہمیں خطبہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، فرمایا اے لوگو! بہت عظیم القدر مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا، یہ بہت مبارک مہینہ ہے اور یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس مہینے کے روزے تم پر اللہ تعالیٰ نے فرض فرما دیئے اور اس کی راتوں کا قیام (تراویح) تمہارے لئے نفل ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی نفلی عبادت کی اس مہینے میں اس کو اتنا ثواب ملے گا جیسا کہ دوسرے مہینوں میں فرض عبادت کی ہو اور جس نے اس مبارک مہینے میں ایک فرض ادا کیا تو اس کو دوسرے مہینوں میں ستر فرائض ادا کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

وضاحت : واضح ہو کہ حضور ﷺ کے قول کان کمن ادی مماثلت حکمی ہے جو ترتب ثواب کثیر کا ہے عمل قلیلہ پر بوجہ شرافت وقت جو ماہ رمضان المبارک ہے --- سبحان اللہ، اسی وجہ سے صلحاء کاملین نے قضاء عمری کو رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں ادا کیا، ان ہی مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر باوجود انتہائی تقویٰ وورع کے سراج الامت حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام نمازیں احتیاطاً پانچ مرتبہ دہرائی ہیں جیسے کہ "معیار الحقائق" صفحہ ۸۷ میں موجود ہے

"(قولہ) واز کفایہ شعبی است کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پنج مرتبہ نمازہائے تمام عمر قضاء کرد خوف نقصان و برائے احتیاط (معیار الحقائق، شرح کنز الدقائق، باب قضائد الفوائت صفحہ ۸۷)

ترجمہ : یعنی امام شعبی کے کفایہ میں ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے پانچ مرتبہ اپنی تمام عمر کی نمازیں دہرائی ہیں احتیاط کی وجہ سے کہ کہیں ان میں نقصان نہ رہ گیا ہو۔

تنبیہ : مقام غور ہے کہ اتنی بڑی ہستی نماز میں خوف نقصان کی وجہ سے پانچ مرتبہ اپنی تمام نمازیں دہراتے ہیں تو ماوشما کس حساب میں جبکہ ہمیں نماز کے فرائض، واجبات، سنن اور مکروہات تک کا علم نہیں۔ لیکن کیا کیا جائے جبکہ اس زمانہ میں علماء سوء کا دور دورہ ہے اور خود ساختہ علما کی بھر مار ہے اور اولئک کالانعام میں ایسے لوگ ظاہر ہو چکے ہیں جو نرے جاہل بلکہ اجہل الجہلاء مگر وہ بھی ائمہ مجتہدین سلف صالحین کے اقوال وافعال کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت فرمائے آمین

تعجب تو زیادہ ان مولویوں کے حال پر ہے کہ نہایہ شرح ہدایہ میں جو حدیث شریف قضاء عمری کے ثبوت میں وارد ہے اسے ضعیف اور موضوعی کہتے ہیں، اس لئے کہ وہ حدیث شریف ان کے من مطابق نہیں۔ اسی لئے تو حضرت سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

و قد بلوتهم انهم يسوون القواعد – الیٰ آخره – (فیض الباری، جلد ۲ صفحہ ۳۴۸)

یعنی میں نے تحریر کیا کہ یہ لوگ جب اپنے من مطابق کسی ضعیف حدیث کو بھی پاتے ہیں تو اس کے لئے بہت سی توجیہات اور قواعد وضع کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اگر صحیح حدیث کو اپنے من کے مخالف پاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ العیاذ باللہ ایسے مولویوں سے۔

جواز قضاء عمری : بہر حال نماز قضاء عمری کا جواز یقینی ہے اس لئے کہ اگر اس سے نماز قضاء

ہوئی ہو تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس نماز کو قبول فرمائے گا اور اگر اس کی نمازوں میں نقصان واقع ہوا ہو تو اس نقصان کو اللہ تعالیٰ درگذر فرما دیتا ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو اس نماز قضاء عمری کے نفل ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

تفسیر "روح البیان" میں ہے

و لتستبين سبيل المجرمين (سورہ انعام ۷) اس آیت شریف کے ضمن میں فرماتے ہیں

كما في الحديث الصحيح ما من عبد يذنب ذنبا فيحسن الطهور ثم يقوم فيصلي ركعتين ثم يستغفر الله الا غفرله و في حديث آخر ايما عبد او امة ترك صلوته في جهالة --- الحديث (روح البيان، جلد ۳، صفحه ٤٠)

ترجمہ: یعنی اگر کسی بندہ سے کوئی گناہ ہو جائے تو پھر وہ اچھی طرح وضو بنا لے پھر وہ دو رکعتیں نماز پڑھ لے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ اس حدیث شریف کے متصل دوسری حدیث شریف میں فرماتے ہیں۔ جس بندہ مرد یا عورت سے بوجہ جہالت نماز چھوٹ گئی ہو، پھر اس نے توبہ کی اور نماز کے چھوٹنے پر پشیمان ہوا تو وہ نماز پڑھ لے جمعہ کے دن درمیان ظہر اور عصر کے بارہ رکعتیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کے بعد آیۃ الکرسی اور سورہ اخلاص اور معوذتین ایک ایک مرتبہ پڑھ لے تو اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ساتھ حساب نہ فرمائے گا اور اس کے عمل نامہ میں اس کے تمام گناہ نیکیوں سے تبدیل کر دے گا --- سبحان اللہ

وضاحت: اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ قیامت میں یہ حساب نہ فرمائے گا کہ تم نے نماز صحیح طور پر کیوں ادا نہ کی اور نماز کو وقت سے کیوں مؤخر کیا اور قانون شریعت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ترک نماز پر جیسے حساب فرمائیں گے اسی طرح نماز کو وقت سے مؤخر کرنے پر بھی حساب فرمائیں گے۔ آگے فرماتے ہیں اس سے حل ہو واوہ مسئلہ جو بعض لوگ مواظبت کرتے ہیں ایک رات دن کی نمازوں کی قضاء پر رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں ظہر اور عصر کے درمیان یعنی قضاء عمری پڑھتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۰)

"تنویر الایمان" میں ہے (پشتو سے اردو) حاصل کلام یہ کہ اگر کوئی نماز قضاء عمری کو نوافل سے تعبیر کرتا ہے یا پانچ نمازوں سے جو ادا کی جاتی ہیں رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں بر تقدیر صلوۃ توبہ

ہے اور اس نماز قضاء عمری کا ادا کرنا سلف صالحین کی اتباع ہے اس لئے کہ ان حضرات نے اس نماز کو ادا کیا ہے اور اس کا ثبوت قرآن کریم، احادیث شریف، اجماع، کتب فقہ سے موجود ہے۔ قرآن کریم میں ہے اقیموا الصلوٰۃ اور حدیث شریف میں ہے

عن انس رضی اللہ عنہ قال النبی ﷺ من نسی صلوہ اونام عنها فلیصلها اذا ذکرها--- الحدیث (معانی الآثار صفحه ۲۷۰)

ترجمہ : یعنی جو بھول گیا نماز کو یا سو گیا اور نماز قضاء ہو گئی تو جب اس کو یاد آئے وہ نماز تو اس کو پڑھ لے یعنی قضاء کرلے (تنویر الایمان صفحہ ۳۸۲)

اور "فتاویٰ حجۃ "میں ہے کہ "فتاویٰ جامع الفوائد "میں ہے کہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ

"از سید المرسلین وخاتم النبیین شنیدم کہ ہر کہ نماز قضاء عمری بجا آرد نماز ہائے او را کفایت شود"

ترجمہ : حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے سنا حضور ﷺ سے فرماتے تھے کہ جو نماز قضاء عمری پڑھے گا اس کی تمام نمازوں کے لئے کفارہ ہو گا اور اسی کتاب میں ہے "نقل ہے شامل میں حضور ﷺ سے، فرمایا حضور ﷺ نے

من قضاء آخر الجمعة فی شهر رمضان خمسة صلوٰة و یختم باالوتر کان کمن صلی صلوٰة سبعین سنة --- الخ (فتاویٰ حجة صفحه ۴۹)

ترجمہ : جس نے رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں پانچ نمازوں کی قضاء پڑھنا وتر کے ساتھ تو گویا اس نے ستر سال کی نماز پڑھی یعنی ستر سال کی نمازوں کا ثواب اس کو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

اجماع سے قضاء عمری کا ثبوت : یہ ہے کہ زمانہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام سے مؤمنین کا عرف جاری ہے قضاء عمری پڑھنے اور عرف عام ملحق ہے اجماع سے اور خلاف عرف عام سے، خلاف ہے اجماع سے۔

علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ و من اشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولیٰ و نصله جهنم و ساء ت مصیرا (النساء)

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے اور جو رسول (ﷺ) کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا ہے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اوراسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ہے (کنزالایمان)

علامہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

و تقریر الاستدلال ان اتباع غیر سبیل المؤمنین حرام فوجب ان یکون اتباع سبیل المومنین واجب الا (مفاتیح الغیب ، جلد ۳ صفحہ ۳۱۳)

ترجمہ: خلاصہ یہ کہ مومنین کے راہ کے علاوہ راہ چلنا حرام ہے تو مسلمانوں کی راہ پر چلنا واجب ہوا۔

اور تفسیر "مدارک" میں ہے

الآیة دلیل علی ان الاجماع حجة لا یجوز مخالفتها کما لا یجوز مخالفة الکتاب والسنة (تفسیر مدارک صفحہ ۱۴۶)

ترجمہ: آیت مذکورہ دال ہے اس پر کہ اجماع حجت ہے اور اجماع کی مخالفت جائز نہیں جیسے کہ مخالفت جائز نہیں قرآن وحدیث کی۔

تفسیر احمدی میں ہے۔

والحاصل ان هذا الآیة هی التی تدل علی ان الاجماع کاالکتاب والسنة کما ذکر اهل الاصول والمفسرون جمیعا -- الخ (تفسیر احمدی صفحہ ۳۱۶)

ترجمہ: حاصل یہ کہ یہ آیت وہ آیت ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ اجماع کتاب وسنت کے مانند ہے جیسا کہ ذکر کیا اس کو علماء اصولیین اور مفسرین حضرات نے۔

اور اس طرح یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اجماع کی مخالفت حرام ہے کیونکہ مخالفت اجماع پر اللہ تعالیٰ نے بہت سخت وعید فرمائی تو اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کے علاوہ راہ پر چلنا حرام ہے اور مومنین کی راہ پر چلنا واجب ہے جبکہ سب مومنین کی راہ ہو اور اس کا نام ہے اجماع تو پس ہوئی اجماع دلیل قطعی، اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے جیسے کہ کتاب اللہ اور سنت متواترہ کا منکر کافر ہوتا ہے اور اسی طرح نامی میں ہے۔ و تعامل الناس ملحق باالاجماع (نامی شرح جامی صفحہ ۵) یعنی لوگوں کا تعامل اجماع سے ملحق ہے۔

اور "فتاویٰ جامع الفوائد" میں ہے

"وایں نمازہار اجماعت بگذارندو در ہر نماز کہ جہر خواندن واست امام قرأت بلند خواندواگر تنہا خواند مخیر است خواہ بلند خواند خواہ آہستہ"

ترجمہ: "فتاویٰ جامع الفوائد" میں ہے کہ ان نمازوں (قضاء عمری) کو جماعت سے ادا کریں اور جس نماز میں جہر کرتا ہے اس کو امام بلند آواز سے ادا کرے اور اگر کوئی شخص اس نماز کو تنہا پڑھنا چاہے تو اس کو اختیار ہے چاہے جہر سے پڑھے چاہے آہستہ پڑھے۔

اور اسی طرح ہے "مفتاح الجنان" میں، "فتاویٰ زاد اللبیب" میں، "مختصر الاحیاء شرح شرعۃ الاسلام" میں ہے، "فتاویٰ واحد الدین النسفی" "باب النوافل میں اور اسی طرح ہے "اوراد راحت العابدین" میں۔

قطع نظر نصوص اور کتب مذہب سے اہم بات یہ ہے کہ قضاء عمری معمول رہا ہے سلف صالحین کا اور سلف صالحین کا فعل از روئے سند ہمارے لئے کافی ہے جیسے کہ "روح البیان" میں ہے

و عمل المشائخ یکفی لنا سندا فانهم ذو الجناحین (تفسیر روح البیان جلد ٤، صفحه ٩٤)

اور مشائخ کبار کا عمل ہمارے لئے سند کے طور پر کافی ہے (تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۹۴)

اور اسی طرح "روح البیان" میں ہے

و جمیع ما ابتدعه العلماء و العارفون مما لم تصرح الشریعة بالامر به لا یکون بدعة الا ان خالف صریح السنة فان لم یخالفها فهو محمود ففی الصحیح من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها (روح البیان جلد ٤ صفحه ٢٨٧)

ترجمہ: اور تمام وہ کلام جو علماء کبار و مشائخ عظام نے ایجاد کئے ہیں اور شریعت کی طرف سے اس کی حرمت کی تصریح نہ ہو تو وہ کام بدعت نہیں بلکہ محمود ہے ہاں جب کسی نص صریح کے خلاف ہو تو پھر بدعت ہوگی۔ کیونکہ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کے لئے اس کام کا اجر ہے اور اتنا اجر ہے جتنا اجر اس کام کے کرنے والوں کو ملے گا

علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب "جاء الحق" میں فرماتے ہیں

"ضروری نوٹ: بعض جگہ مسلمان رمضان المبارک میں جمعۃ الوداع کے دن کچھ نوافل قضاء عمری

پڑھتے ہیں بعض لوگ اس کو حرام اور بدعت کہتے ہیں اور لوگوں کو روکتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ارء یت الذی ینھی ٭ عبداً اذا صلی یعنی بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی نمازی کو نماز سے روکنا سخت جرم ہے، قضاء عمری بھی نماز ہے اس لئے اس سے روکنا ہرگز جائز نہیں۔

قضاء عمری کی اصل یہ ہے کہ "تفسیر روح البیان" پارہ نمبر ۷ سورہ انعام میں زیر آیت و لتستبن سبیل المجرمین ایک حدیث شریف نقل کی ہے

ایما عبدا و امة ترك صلوته فی جهالة لو تاب و ندم علی ترکها فلیصل یوم الجمعة بین الظهر والعصر اثنتی عشرة رکعة یقرأ فی کل منها الفتحة و آیه الکرسی والاخلاص والمعوذتین مرة لا یحاسبه الله تعالیٰ یوم القیامة ذکره فی مختصر الاحیاء --: انتهیٰ

(جاء الحق جلد ۱ صفحہ ۳۹۳)

ترجمہ: جو مرد یا عورت نادانی سے نماز چھوڑ بیٹھے پھر توبہ کرلے اور شرمندہ ہو اس کے چھوٹ جانے کی وجہ سے تو جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان بارہ رکعتیں نفل پڑھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور قل ھو اللہ احد اور سورہ فلق اور سورہ ناس ایک ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن حساب نہ لے گا۔

وضاحت: صاحب "روح البیان" اس حدیث شریف کا مطلب سمجھاتے ہیں کہ توبہ کرنے اور نادم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ تارک الصلوٰۃ بندہ شرمندہ ہو کر تمام نمازیں قضاء پڑھ لے کیونکہ توبہ کہتے ہی اسی کو ہیں۔ پھر قضاء کرنے کا جو گناہ ہوا تھا وہ اس نماز قضاء عمری کی وجہ سے معاف ہو جائے گا یہ مطلب نہیں کہ نمازیں قضاء نہ پڑھو صرف یہ نماز پڑھ لو سب ادا ہو گئیں یہ تو روافض بھی نہیں کہتے کہ ان کے یہاں چند روز کی نمازیں ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے، یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ سال بھر تک نماز نہ پڑھو اور پھر جمعۃ الوداع کو یہ بارہ رکعتیں پڑھ لو سب معاف ہو گئیں، مطلب وہی ہے جو صاحب "روح البیان" نے بیان فرمایا اور مسلمان اسی نیت سے پڑھتے ہیں، آگے فرماتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ مشکوٰۃ کتاب الحج باب الوقوف بعرفۃ میں ایک حدیث شریف ہے کہ حضور ﷺ نے عرفہ میں حاجیوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی، بارگاہ الٰہی سے جواب آیا کہ ہم نے مغفرت فرمادی

سوائے مظالم (حقوق العباد) کے، حضور ﷺ نے پھر مزدلفہ میں دعا فرمائی تو مظالم یعنی حقوق العباد بھی معاف فرمادیئے گئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی شخص کا قرض مار لو کسی کو قتل کردو کسی کی چوری کرلو اور حج کر آؤ سب معاف ہو گیا۔ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ادائے قرض میں جو خلاف وعدہ تاخیر وغیرہ ہو گئی وہ معاف کر دی گئی، حقوق العباد بہر حال ادا کرنے ہوں گے۔

اگر مسلمان اس قضاء عمری پڑھنے یا سمجھنے میں غلطی کرے تو اس کو سمجھا دو نماز سے کیوں روکتے ہو اللہ تعالیٰ توفیق خیر دے اگر یہ حدیث ضعیف بھی ہو تو فضائل اعمال میں معتبر ہے---انتہی (جاء الحق جلد ا صفحہ ۳۹۴)

حضرت العلامہ اخون درویزہ رحمۃ اللہ علیہ "ارشاد الطالبین" میں فرماتے ہیں

"براء کفایت جملہ قضاء - از حضرت رسالت پناہ ﷺ منقول است کہ قضاء ہائے چہل پشت او یعنی پدر وکلان پدر و ہر چند کہ بالا رود تا چہل پدر او بر جائے شوند---الخ (ارشاد الطالبین صفحہ ۱۶۸)

ترجمہ: یعنی تمام قضاء شدہ نمازوں کے لئے کفایت کرنے والی نماز یعنی حضور ﷺ سے منقول ہے کہ جو کوئی یہ نماز پڑھے گا تو اس کے چالیس پشت تک جس سے بھی نماز میں کوئی نقصان واقع ہوا ہو سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا---انتہی۔ "تذکرۃ الواعظین" میں ہے

و عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو اراد اللہ ان یعذب المومنین من امة محمد ﷺ لما اکرمھم بشھر رمضان فشھر رمضان امام اللہ لامة محمد ﷺ فمن صلی الفائتہ آخر الجمعة من شھر رمضان بین الظھر والعصر فکانما صلی سبعین سنة

(فضیلت رمضان تذکرة الواعظین، باب ۵۵، صفحہ ۱۵۷)

ترجمہ: روایت ہے حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا محمد ﷺ کی امت کو عذاب کرنے کا تو انہیں ماہ رمضان المبارک عطا نہ فرماتا۔ پس رمضان المبارک کا مہینہ امان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت محمد ﷺ کے لئے پس جس نے رمضان شریف کے آخری جمعہ میں ظہر اور عصر کے درمیان فوت شدہ نمازیں پڑھیں تو گویا اس نے ستر سال کی نمازیں پڑھیں سبحان اللہ۔

وضاحت: معلوم رہے کہ نماز قضاء عمری کے علاوہ کتب فقہ میں دیگر ایسے نوافل بھی مذکور ہیں جن کی فضیلت قضاء عمری کی طرح مروی ہے ان نمازوں کے لئے اوقات وار طریقہ ادائیگی بھی مذکور ہے

جیسا کہ "انیس الواعظین" میں مروی ہے

"وروز آدینہ چہار رکعت حفظ ایمان باید گذارد و در ہر رکعتے بعد از فاتحہ یازدہ بار اخلاص خواند و در مضمرات گفت است ہر کہ ایں نماز بگذارد حق تعالیٰ ایمان از وے سلب نکند وبعد سلام صدبار لاحول ولا قوۃ الا باللہ---الخ بگوید (در فضائل نوافل شب وروز آدینہ انیس الواعظین)

ترجمہ: اور حفظ ایمان کے لئے چار رکعت نماز جمعہ کے روز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے اور مضمرات میں ہے کہ جو شخص اس نماز کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کا ایمان سلب نہ فرمائے گا سوبار لاحول پڑھے۔

اسی کتاب میں قضاء عمری کے بارہ میں فرماتے ہیں

"وایضا برائے کفرت نمازہائے گذشتہ از فرائض ونوافل روز آدینہ چار رکعت باید گذارد و در ہر رکعتے بعد فاتحہ آیۃ الکرسی یک بار و سورہ کوثر پانزدہ بار گوید وبعد سلام کلمہ تمجید و درود و استغفار صدگان بار بگوید پس ہر کہ ایں نماز بگذارد ہشت صد سالہ نماز او را کفارت شود و حضرت شیخ الاسلام رکن الحق والدین شیخ رکن الدین ابو الفتح قدس اللہ سرہ العزیز نیت ایں نماز ہم چنیں کردے نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعات صلوۃ النفل تکفیرا و تقصیرا ما فاتت منی فی جمیع عمری متوجھا الی جھۃ الکعبۃ اللہ اکبر۔ وایں نماز را مشائخ ما ہر جمعہ گذاردہ اند و اصلاً از دست بگذاشتہ اند اے مؤمن تو نیز باید کہ از دست بگذاری و پیوستہ ہر جمعہ بگذاری---انتھی (بیان قضاء نوافل شب وروز آدینہ انیس الواعظین صفحہ ۱۳۳)

ترجمہ: اور گذشتہ فرائض ونوافل نمازوں کے کفارہ کے لئے جمعہ کے روز چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور سورہ کوثر پندرہ بار پڑھے اور بعد سلام کلمہ تمجید درود شریف اور استغفار سو سو بار پڑھے جو کوئی یہ نماز پڑھے گا آٹھ سو سال کی نمازوں کے نقصان کا کفارہ ہوگی اور حضرت شیخ الاسلام رکن الحق والدین شیخ رکن الدین ابو الفتح قدس اللہ سرہ العزیز اس نماز کی نیت اس طرح کرتے تھے۔ نویت ان اصلی للہ تعالیٰ اربع رکعات صلوۃ النفل --- الیٰ آخرہ) اس نماز کو ہمارے مشائخ کبار ہر جمعہ کو پڑھتے رہے ہیں اور کبھی ان سے یہ نماز نہیں چھوٹی، اے مؤمن چاہئے کہ تم بھی اس نماز کو ہمیشہ پڑھو اور کبھی تم سے چھوٹنے نہ پائے اور بلاناغہ ہر جمعہ کو پڑھتے رہو۔

حضرت العلامہ مولانا حافظ کفایت اللہ صاحب "تنبیہ اللاحقین" میں فرماتے ہیں (پشتو سے

اردو) جان لو یہ بات کہ مفہوم قضاء عمری کا رمضان شریف کے آخری جمعہ میں پانچ نمازیں بمعہ وتر قضاء کی نیت سے پڑھنا ہے اور قضاء عمری نماز پڑھنے کا مقصد حصول ثواب کثیر کا ہے اور گناہوں کی بخشش بوجہ تاخیر کے نمازوں میں اور جبیرہ ہونے نقصانات نمازوں کے لئے اور اس نماز کا نام قضاء عمری ہونا بوجہ شرافت وقت ہے جو رمضان المبارک ہے اور اضافت قضاء کی عمر کی طرف بمعنی فی ہے یعنی اضافت تو معنی ہوا قضاء فی العمر اور یا یہ اضافت لامی ہے بمعنی قضاء للعمر یعنی ثواب کے اعتبار سے یہ نماز ایسی ہے کہ گویا تمام عمر کی نمازوں کی قضا کی گئی نہ یہ کہ ان پانچ نمازوں کے پڑھنے سے تمام عمر کی ناخواہ نمازیں معاف ہو گئیں اور آیت شریف سے حدیث سے اور فقہ شریف سے نفس قضاء ثابت ہے -- آیت شریف ہے (اقیموا الصلوٰۃ) اور یہ امر ہے مسلم ہے کہ جس دلیل سے ادا نماز فرض ہے اسی سے قضاء بھی فرض ہے

ما یجب به الاداء یجب به القضاء علی المذهب الصحیح (بحر الرائق جلد ۲ صفحه ۸۵)

اور قضاء تین قسم پر ہے (۱) ایک قضاء فوات الذات ہے (۲) فوات وصف محقق کی ہے اور (۳) فوات وصف موہومہ کا ہے (شامی جلد ۱ صفحہ ۴۹۵)

یعنی پہلی قسم قضاء وہ ہے کہ عین نماز فوت ہو جائے تو اس کی قضاء بھی فرض عین ہے دوسری قسم قضاء وہ ہے جیسے کہ جماعت فوت ہو جائے یا اور کوئی فساد ہو جائے یا نقص ظنی ہو تو یہ قضا ظنی ہے اور تیسری قسم یہ کہ فوات یا نقص وہم سے ہو تو یہ قضا احتیاطی ہے -- انتہی (تنبیہ الالاحقین صفحہ ۱۵)

اور ثبوت قضاء کا احادیث شریف سے یہ ہے کہ غزوہ خندق میں جیسے کہ روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان المشرکین شغلوا رسول الله ﷺ عن اربع صلوٰت یوم الخندق حتی ذهب من اللیل ماشاء الله -- الحدیث الخ (رواه ابو داؤد والنسائی و نصب الراهة جلد قضاء الفوایت صفحه ۲۹۹)

ترجمہ: غزوہ خندق میں مشرکوں نے حضور ﷺ کو مشغول رکھا یہاں تک کہ حضور ﷺ چار نمازیں ادا نہ فرما سکے حتی کہ کافی رات گذر گئی پھر امر فرمایا حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تو انہوں نے اذان دی پھر اقامت فرمائی تو حضور ﷺ نے نماز ظہر ادا فرمائی پھر حکم فرمایا حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تو انہوں نے اذان دی پھر اقامت کہی تو حضور ﷺ نے عصر کی نماز ادا فرمائی پھر حکم فرمایا حضور ﷺ نے

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تو انہوں نے اذان دی پھر اقامت کہی تو حضور ﷺ نے مغرب کی نماز ادا فرمائی اور پھر اس طرح سے عشاء کی نماز بھی ادا فرمائی اور قضاء عمری کی تخصیص اس حدیث شریف سے ہے

عن علی رضی اللہ عنہ قال. قال رسول اللہ ﷺ لو اراد اللہ ان یعذب امة محمد ﷺ من المؤمنین لما اکرمهم بشهر رمضان فمن صلی الفائستت فی آخر جمعة من رمضان بین الظهر والعصر فکانما صلی سبعین سنة (تذکرة الاواعظین شرف رمضان صفحه ۱۵۲)

ترجمہ: روایت ہے حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر اللہ تعالیٰ امت محمد ﷺ میں سے مومنین کو عذاب کرنے کا ارادہ فرماتے تو ان کو ماہ رمضان المبارک عطا نہ فرماتے پس جس نے رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں ظہر اور عصر کے درمیان قضاء شدہ نمازیں پڑھیں تو گویا اس نے ستر سال کی نمازیں پڑھیں۔

عن رسول اللہ ﷺ من قضی خمس صلوة فی آخری جمعة رمضان و یختم بالوتر کام کمن ادی (ای صلی) سبعین سنة کذا فی الشامل مصنفه بیهقی رحمہ اللہ و کذا فی الفوائد البهیة (لمولنا عبدالحی صفحه ۸۹)

ترجمہ: حضور ﷺ سے روایت ہے فرمایا جس نے قضا کی پانچ نمازوں کی رمضان شریف کے آخری جمعہ میں اور وتر کو بھی پڑھا تو گویا اس نے ستر سال کی نمازیں پڑھیں اسی طرح مرقوم ہے شامل میں جو امام بیہقی کی تصنیف ہے اور اسی طرح ہے "فوائد بہیہ" میں جو مولانا عبدالحی کی تصنیف ہے

اسی کتاب "تنبیہ اللاحقین"، میں ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

"سوال: اگر کوئی کہے کہ پانچ نمازوں کی قضا ستر سالوں کی نمازوں کے بدلہ کس طرح برابر ہو سکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔

جواب: ان پانچ نمازوں سے معادلہ حقیقی مراد نہیں یعنی کہ یہ پانچ نمازیں پڑھ لینے سے ستر سال کی ترک شدہ نمازوں سے بری الذمہ ہو جائے گا بلکہ مراد اس سے معادلہ فی الثواب ہے یعنی ستر سال کی نمازوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا (جیسے کہ لیلة القدر خیر من الف شهر) سے مراد ثواب ہے۔

(تنبیه اللاحقین بمعمولات السابقین صفحه ۱۵) من شاء فلیطالع هذا مفیدة جدا

اسی کتاب میں ہے اور فتاویٰ فضلی میں محمد بن فضل نے ذکر کیا ہے کہ

ان ابا حنیفة رحمۃ اللہ علیہ جوز قضا خمس صلوت فی آخر جمعہ رمضان من الفجر الی العشاء مع وتر لتکون جبیرة لکل صلوٰة فائتہ فی عمرہ الی سبعین سنة لابدلا (تنبیہ اللاحقین صفحہ ۱۶)

ترجمہ: یعنی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواز کا حکم فرمایا ہے رمضان شریف کے آخری جمعہ میں پانچ نمازوں کا فجر سے عشاء تک مع الوتر تاکہ ہو جائے یہ نماز جبیرہ ہر اس نماز کے لئے جس میں کوئی نقصان واقع ہوا ہو اس سے پوری عمر ستر سال تک ---انتہی۔

اسی طرح عیون میں فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے کہ جب آخری جمعہ آجائے رمضان شریف میں تو مؤمن کو چاہیے کہ جان پاک کرلے یعنی غسل وغیرہ کر کے مسجد میں جاکر جمعہ ادا کرلے نماز جمعہ کے فراغت کے بعد پانچ نمازیں مع وتر ادا کرلے، چاہے تو تنہا پڑھ لے یا جماعت کے ساتھ مگر جماعت کے ساتھ بہتر ہے، فرماتے ہیں لاکن الاداء بالجماعة اولیٰ تیسر علی الناس یعنی یہ پانچ نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرنا اولیٰ ہے کیونکہ اس میں لوگوں کے لئے آسانی ہے اور ہو گی یہ نماز جبیرہ ان تمام نقصانات کے لئے جو اس سے پوری عمر کی نمازوں میں واقع ہوئی ہو۔ انتہی اسی طرح ہے تحفۃ الواعظ میں لمولانا یعقوب چرخی اور اسی طرح ہے فتاویٰ الحجہ تصنیف علامہ قاضی خان)

اسی طرح علماء حقانی اہل سنت والجماعت ضلع سوات نے ایک مضمون مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو تحریر فرماکر شائع فرمایا جس پر مہر اور دستخط جناب قاضی صاحب مانیار ثبت ہیں ان حضرت نے قضاء عمری ہے متعلق لکھا ہے جو کہ پشتو میں ہے، میں نے قارئین کی سہولت کے لئے اردو میں لکھا ہے۔

وھو ھذا قضاء عمری کا ثبوت حدیث شریف سے ہے نیز اقوال فقہاء کرام سے بھی اور قول و فعل حضرت امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہے۔ امام قضاء عمری کی نیت اس طرح کرے گا نویت ان اصلی للہ تعالیٰ تکفیرا للقضاء مافات منی فی جمیع عمری صلوٰة الفجر متوجھا الیجھہ الکعبة الشریفة اللہ اکبر (جامع الفوائد صفحہ ۴۸) اور مقتدی اس طرح سے نیت کرے گا میں اس امام کے ساتھ وہ نماز پڑھتا ہو جو یہ امام پڑھتا ہے اس حاضر وقت میں اس امام کے پیچھے اللہ کے لئے، منہ میرا خانہ کعبہ کی طرف اللہ اکبر۔ اس نیت کے ساتھ اتحاد امام اور مقتدی میں اتحاد ہو گیا پس مقتدی کی نماز صحیح ہے۔ (فتاویٰ قاضیخان جلد اصفحہ ۵۵و۵۹)

قضاء عمری کی نماز انفرادی طور پر بھی صحیح ہے اور اجتماعی یعنی جماعت سے بھی صحیح ہے لیکن

جماعت سے پڑھنے میں لوگوں کے لئے آسانی ہے (مجموعۃ الفتاویٰ) ماخوذ از عیون فقیہ ابی اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ بات جامع الفوائد میں بھی مذکور ہے۔

مذہب کی جن کتابوں نے قضاء عمری نقل کی ہے اور روایات کو صحت تک پہنچایا ہے یہ بالکل صحیح ہیں۔ کتابیں جن میں قضاء عمری منقول ہے اور یہ سب کتابیں مذہب حنفی کی مستند کتابیں ہیں

طحاوی صفحہ ۲۴۲، فتاویٰ قاضیخان جلد ا صفحہ ۵۶، شامی باب الوتر والنوافل جلد ا صفحہ ۱۶۱، عالمگیری متفقہ علماء ہند، زاد اللبیب فی سفر الحبیب صفحہ ۱۸، ارشاد الطالبین صفحہ ۲۰۱)، تذکرۃ الواعظین صفحہ ۳۴۲، جامع الفوائد صفحہ ۴۱، تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۰۰، خلاصۃ فتاویٰ جلد ا صفحہ ۱۹۲، فتح القدیر جلد ا، صفحہ ۲۱۹، معیار الحقائق شرح کنز الدقائق صفحہ ۸۷، تنبیہ اللاحقین صفحہ ۱۵۔

فی الحال یہ کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں جن سے یہ مضمون دائرہ تحریر میں لاگیا تاکہ ہمارے بھائی مقلدین امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فائدہ پہنچے اور وہ اپنے مذہبی مسائل سے آگاہ ہوں اور وہابی، خارجی، پنج پیری فرقے کے دام و فریب سے نجات پاسکیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

نوٹ: تحریر کردہ منجانب قاضی مانیار ناظم و خادم جمعیت العلماء حقانی اہل السنۃ والجماعت (ضلع سوات)۔

اسی طرح ثبوت قضاء عمری کے متعلق ایک مختصر رسالہ بنام "نماز قضاء عمری" دلائل و براہین کی روشنی میں جو مضمون کے لحاظ سے مختصر مگر معانی و مقاصد کے لحاظ سے نہایت جامع اور مدلل ہے جسے حضرت العلامہ پیر طریقت رہبر شریعت پروفیسر صاحبزادہ لطیف الرحمن قادری گلوزوی نے نہایت عرق ریزی سے اپنے اہل سنت والجماعت بھائیوں کے لئے تحریر فرمایا ہے باید کہ اس کا مطالعہ ہر بھائی ضرور کرے تاکہ دنیاو آخرت میں سرخروئی نصیب ہو -- آمین۔ نوٹ: مذکورہ رسالہ ذیل کے پتہ پر مل سکتا ہے۔ محترم حاجی سبحان گل صاحب حاجی آباد نزد شاہ عالم پل شکر پورہ روڈ پشاور۔

اسی طرح حضرت العلامہ مقتداء زمان زبدۃ العلماء مفتی سرحد امام اہل سنت والجماعت الحاج مولانا شائستہ گل المتوی مرحوم و نور اللہ مرقدہ و جعل الجنۃ مثواہ (مردان) نے اپنی کتاب "اثبات الاغراض" میں بدلائل قویہ ثبوت قضاء عمری پیش فرما کر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا۔ میں اس کتاب سے بطور مشت نمونہ خروارے مختصر مضمون پیش کرتا ہوں کیونکہ عقلمند را اشارہ بس است و خر دماغ را بار کتب خس است، یہ کتاب پشتو میں تحریر ہے لہذا میں پشتو کا ترجمہ اردو میں تحریر کرتا ہوں

تاکہ قارئین حضرات کو سمجھنے میں سہولت ہو۔ قضاء عمری کے جواز کے لئے پہلی دلیل آیت قرآنی ہے اقیموا الصلوٰۃ کیونکہ قضاء عمری بھی قضاء ہے اور قضا تین قسم پر پہلی یقینی، دوسری ظنی، تیسری وہمی اور قضا کا حکم ہے القضاء یجب بما یجب به الاداء علی المذب الصحیح یعنی قضا واجب ہوتی ہے اس دلیل سے جس سے ادا واجب ہے، بنابر مذہب صحیح، حوالہ جات بحر جلد ۲، فوایت صفحہ ۸۵، طحاوی فوایت صفحہ ۲۶۴، در مختار جلد افوایت ۴۸۷، عند المحققین، منار، نور الانوار صفحہ ۳۴، حامی، مولوی امر صفحہ ۱۹۰، غایۃ التحقیق صفحہ ۸۶، بحث ششم صفحہ ۱۰۰، اثبات الاغراض والمقاصد السنیہ لتردید الخرافات الخبیثہ الوہابیہ بحث نمبر ۲۶، اثبات قضاء عمری صفحہ ۱۰۰۔

مندرجہ بالا کتب میں حضرت العلامہ مرحوم و مغفور نے قضاء عمری پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ آیات قرآنی، احادیث نبوی ﷺ، اقوال و افعال فقہاء کرام کتب مذہب کی مستند کتابوں کے حوالہ جات سے قضاء عمری کا ثبوت پیش فرمایا، میں نے بطور مشت نمونہ خروارے مذکورہ کتاب کا تھوڑا سا حوالہ اس لئے پیش کیا اور پوری تفصیل کو زیر تحریر نہیں لایا کہ میری اپنے کرم فرماؤں، متعلقین، دوست و احباب سے عاجزانہ استدعا ہے کہ پہلی فرصت میں آپ اس کتاب کو منگائیں اور اس کا ضرور مطالعہ فرماویں۔

نوٹ: یہ کتاب پانچ جگہ سے مل سکتی ہے لیکن جو آسان پتے ہیں تحریر کر دیئے۔

(۱) عثمانی کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور شہر۔ (۲) حنفی کتب خانہ جنگی محلہ عقب قصہ خوانی پشاور شہر۔

(۳) مولانا احسان اللہ جان جامع مسجد نورانی چوک گاڑی خانہ اندرون لاہوری دروازہ پشاور شہر۔

بفضلہ تعالیٰ ان تمام حوالہ جات سے قضاء عمری کا جواز روز روشن کی طرح ثابت ہوا اور اس کی اہمیت اور فضیلت تفاسیر، احادیث، کتب مذہب، اقوال و افعال سلف صالحین اور معمولات سالقین سے اعلیٰ پیرایہ پر عیاں ہوئی۔ ان تمام عبارات حوالہ جات کے پیش کرنے کے بعد بھی اگر کوئی معاند، دشمن دین راہ راست پر نہ آئے اور ان جملہ حوالوں سے روگردانی کرے اور یہ رٹ لگائے رکھے کہ قضاء عمری پڑھنا بدعت اور حرام ہے تو یہ بہت بڑا المیہ اور مقام تاسف ہے، ایسے ہٹ دھرم کے بارے میں کیا کہا جائے گا سوائے اس کے کہ و من یضلل له فلا هادی له اللہ تبارک و تعالیٰ جسے گمراہ کردے کسی کی مجال جو اسے ہدایت دے

اللھم رزقنا حبك و حب من يحبك آمين والله اعلم بالصواب